(سلسلہ مطبوعات:4)

حیض ونفاس
کے
احکام ومسائل

کتاب وسنت کی روشنی میں

عبدالولی عبدالقوی
داعی مکتب دعوۃ وتوعیۃ الجالیات
شمال ریاض سعودی عرب

حیض ونفاس کے احکام ومسائل

کتاب وسنت کی روشنی میں

تالیف

عبدالولی عبدالقوی

داعی مکتب دعوۃ وتوعیۃ الجالیات

الحائط/سعودی عرب

انجمن اصلاح معاشرہ

بندی کلاں، محمد آباد، ضلع مئو، یوپی، انڈیا

Email: anjuman15@hotmail.com

نام کتاب	:	حیض ونفاس کے احکام ومسائل
تالیف	:	عبدالولی عبدالقوی
طابع وناشر	:	انجمن اصلاح معاشرہ
سال اشاعت	:	جنوری ۲۰۱۴
سلسلہ مطبوعات	:	۴

یہ کتاب مفت تقسیم کے لئے ہے،
لہذا اس کا بیچنا جائز نہیں ہے۔

انجمن اصلاح معاشرہ
بندی کلاں، محمد آباد، ضلع مئو، یوپی، انڈیا

ANJUMAN ISLAH - E- MUASHARAH
Bandi Kalan, Mohammadabad
Distt: Mau (U.P) INDIA
Email: anjuman15@hotmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

الحمد لله والصلاة و السلام على رسول الله. أما بعد :

حیض ونفاس کا موضوع انتہائی گراں قدر اور غایت درجہ اہمیت کا حامل ہے کیوں کہ خواتین اسلام کی نماز وروزہ وغیرہ کے اہم مسائل اس وابستہ ہیں اور چوں کہ خواتین اپنی فطری شرم وحیا کے بانکپن کی وجہ سے علماء سے ان مسائل کو دریافت نہیں کر پاتی ہیں اوراس موضوع پر بزبان اردو بہت ہی کم کتابیں دستیاب ہیں،اس لئے ناچیز نے ضروری سمجھا کہ اس موضوع پر چند سطور صفحہ قرطاس کی زینت بنائی جائیں تاکہ بنات حوااس سے مستفید ہوکر علم وبصیرت کی روشنی میں اپنی عبادات انجام دے سکیں۔

اللہ تعالی سے دعا گوہوں کہ وہ اس مختصر محنت کوشرف قبولیت سے نوازے اوراس کتاب کواس کے مؤلف، ناشر اور جملہ معاونین کے لئے ثواب دارین کا ذریعہ بنائے۔آمین

طالب دعا:عبدالولی عبدالقوی اعظمی
بندی کلاں،ضلع:مئو، یوپی،انڈیا
داعی مکتب دعوۃ وتوعیۃ الجالیات
الحائط (فدک)/سعودی عرب
waliazami@gmail.com

پہلی فصل:

حیض کے احکام و مسائل

(۱) حیض کی لغوی تعریف:

حیض کے لغوی معنی ''سیلان''، یعنی بہنے کے ہیں، چنانچہ کلام عرب میں کہا جاتا ہے ''**حاض الوادی**'' جب وادی بہہ پڑے، اور کہتے ہیں ''**حاضت الشجرۃ**'' جب درخت کا گوند (دودھ) بہہ پڑے۔

امام مبرد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حیض کو حیض اس لئے کہتے ہیں کہ (حیض کے معنی بہنے کے ہیں) اور اہل عرب کہتے ہیں ''**حاض السیل**'' جب پانی بہہ پڑے۔

تاج العروس ج۱/۴۶۱۰، نیز اس معنی کی مزید وضاحت کے لئے دیکھئے: لسان العرب ۷/۱۴۲

(۲) حیض کی اصطلاحی تعریف:

''حیض سے مراد وہ فطری خون ہے جو صحت مند عورت کو بلوغت کے بعد مخصوص ایام میں رحم سے خارج ہوتا ہے۔'' (الاقناع للحجاوی ج۱/ ۹۹)

علامہ ابن النجار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''حیض سے مراد وہ فطری خون ہے جسے مخصوص اوقات میں عورت کا رحم پھینکتا ہے اور جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کی عادی ہو جاتی ہے۔'' (منتہی الارادات ۱/ ۱۱۷)

مسلک مالکی کے مشہور عالم ابن جزی رحمہ اللہ حیض کی تعریف میں رقمطراز ہیں:
''حیض سے مراد وہ خون ہے جو بغیر ولادت، بغیر کسی بیماری اور مخصوص مدت سے بڑھے بغیر ایسی عورت کی شرمگاہ سے نکلتا ہے جو عموماً حاملہ ہوسکتی ہے۔'' (القوانین الفقہیۃ ص ۳۱)
علامہ الازہری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:
''حیض سے مراد وہ خون ہے جسے عورت کا رحم بلوغت کے بعد عادت کے دنوں میں خارج کرتا ہے۔'' (الزاہر فی غریب الفاظ الشافعی ص ۶۷)

(۳) حیض کی عمر:

اس مسئلہ میں فقہاء کے مابین غایت درجہ اختلاف ہے کہ حیض کی عمر کیا ہے اور یہ کہ اس سے پہلے یا اس کے بعد آنے والا خون، خون حیض شمار نہیں ہوگا بلکہ فاسد خون شمار کیا جائے گا۔
چنانچہ احناف کے نزدیک حیض کی عمر نو سال ہے جب لڑکی نو سال کی عمر کو پہنچ جائے اور اسے خون آئے تو وہ خون حیض شمار ہوگا، اس سے پہلے آنے والا خون، خون حیض شمار نہیں ہوگا۔ (دیکھئے: بدائع الصنائع ۱/ ۱۵۵)
صاحب شرح فتح القدیر مسلک حنفی کے اختلافات کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:
راجح نو سال ہے۔ (دیکھئے: شرح فتح القدیر ج۱/ ۱۶۰)
نیز فقہاء حنابلہ وشوافع کے نزدیک بھی حیض کی اقل عمر نو سال ہے۔
دیکھئے: المبدع ج۱/ ۲۶۷، کشاف القناع ج۱/ ۲۰۲، الوسیط ج۶/ ۱۲۱، اعانۃ الطالبین ۳/ ۲۸۶
شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور بعض دیگر فقہاء کا خیال ہے کہ حیض کی کم سے کم عمر

کے لئے کوئی حد نہیں ہے۔

چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''حیض کی کم یا زیادہ عمر کی کوئی حد نہیں ہے، چنانچہ جب عورت خون حیض دیکھے تو وہ حائضہ ہے، اگرچہ اس کی عمر نو سال سے کم یا پچاس سال سے زیادہ ہو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے احکام حیض کو خون حیض کے وجود سے وابستہ رکھا ہے اور اللہ و رسول نے اس کے لئے کسی متعین عمر کی تحدید نہیں کی ہے، تو خون حیض کے وجود ہی کی جانب رجوع ضروری ہے جس سے احکام حیض وابستہ ہیں اور کسی متعین عمر کے ساتھ اس کی تحدید کے لئے قرآن و حدیث کے دلیل کی ضرورت ہے جب کہ اس بارے میں قرآن و حدیث میں کوئی دلیل نہیں ہے۔'' (مجموع فتاوی ابن تیمیہ ۱۹/۲۴۰)

امام دارمی رحمہ اللہ نے اس مسئلہ سے متعلق اختلافات کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''میرے نزدیک یہ سب غلط ہے، کیوں کہ ان تمام میں اصل خون حیض کا پایا جانا ہے، چنانچہ خون کی جو بھی مقدار جس حالت میں اور جس عمر میں بھی پائی جائے، تو اس کو حیض قرار دینا ضروری ہے۔'' (المجموع ۲/۳۷۳ فی الحاشیۃ)

اس سلسلہ میں درست بات یہی ہے کہ حیض کے لئے کسی عمر کی تحدید نہیں ہے، کیوں کہ کتاب و سنت میں عمر حیض کی تحدید کی بابت کوئی دلیل وارد نہیں ہوئی ہے۔

(۴) مدت حیض:

فقہاء کے مابین حیض کی کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ مدت کے بارے میں اختلاف ہے، ذیل میں بعض اقوال نقل کئے جاتے ہیں۔

چنانچہ حنابلہ اور شوافع کے نزدیک حیض کی اقل مدت ایک دن ایک رات اور اکثر مدت پندرہ دن ہے۔

ملاحظہ ہو: المغنی ۱/ ۳۸۸، الکافی ۱/۱۶۳، الأم ۱/۱۴۲، متن ابی الشجاع ۱/ ۵۱، کفایۃ الاخیار ۱/ ۱۱۵

احناف کے نزدیک حیض کی اقل مدت تین دن تین رات اور اکثر مدت دس دن ہے۔ (ملاحظہ ہو: الہدایہ ۱/ ۳۲، المبسوط ۲/ ۱۴۰)

مالکیہ کے نزدیک اقل حیض کی کوئی محدود مدت نہیں ہے۔ یہی قول راجح ہے۔

ملاحظہ ہو: بدایۃ المجتہد ۱/ ۷۷، اشرف المسالک ۱/ ۲۶، مواہب الجلیل ۱/ ۳۶۷

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اللہ نے حیض کے نام سے کتاب وسنت میں متعدد احکام وابستہ کئے ہیں اور حیض کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ مدت یا دو حیضوں کے بیچ پاکی کی مدت کی تحدید نہیں کی ہے، جب کہ امت کو عمومی طور پر اس سے سابقہ پڑتا ہے اور اس کی ضرورت مند بھی ہوتی ہے اور لغت سے بھی کسی مقدار کا فرق ثابت نہیں ہوتا ہے، چنانچہ جس نے اس بارے میں کوئی حد مقرر کی ہے اس نے کتاب وسنت کی خلاف ورزی کی ہے۔'' (مجموع فتاوی ابن تیمیہ ۱۹/ ۲۳۷)

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: ''اللہ اور اس کے رسول اور صحابہ کرام سے اقل حیض کی تحدید کسی مدت کے ساتھ قطعا ثابت نہیں ہے اور قیاس میں بھی کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو اس کی تحدید کا تقاضا کرتی ہو۔'' (اعلام الموقعین ج ۱/ ۲۹۷)

(۵) حاملہ کا حیض:

اہل علم کے درمیان اختلاف ہے کہ حاملہ حائضہ ہوتی ہے یا نہیں۔

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ اس مسئلہ کی بابت رقم طراز ہیں:

بیشتر ایسا ہی ہے کہ عورت جب حاملہ ہوتی ہے تو اس سے خون بند ہو جاتا ہے، امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: ''عورتیں اپنے حمل کو خون حیض کے بند ہو جانے سے پہچانتی ہیں'' چنانچہ اگر حاملہ عورت خون دیکھے اور یہ ولادت سے چند روز پہلے ہو، مثلاً دو دن یا تین دن پہلے اور اس کے ساتھ دردزہ بھی ہو، تو وہ نفاس ہے اور اگر یہ خون ولادت سے زیادہ دن پہلے نظر آئے یا ولادت سے چند روز پہلے نظر آئے لیکن اس کے ساتھ دردزہ نہ ہو تو یہ خون خونِ نفاس نہیں ہے، لیکن کیا یہ خون، خون حیض شمار کیا جائے گا اور اس کے لئے حیض کے احکام ثابت ہوں گے یا خون فاسد شمار کیا جائے گا اور اس کے لئے حیض کے احکام ثابت نہیں ہوں گے۔ اس مسئلہ میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے۔

درست بات یہ ہے کہ یہ حیض شمار ہوگا جب حیض کی عادت کے مطابق آیا ہو کیوں کہ عورت کو جو خون آتا ہے اس میں اصل یہ ہے کہ وہ حیض ہے جب کوئی ایسا سبب نہ ہو جو اس کے حیض ہونے سے مانع ہو، اور کتاب وسنت میں کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جو حاملہ (سے نکلنے والے خون کے) خون حیض ہونے میں مانع ہو۔

امام مالک اور شافعی رحمہما اللہ کا یہی مذہب ہے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

چنانچہ حاملہ سے خارج ہونے والے خون کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: وہ قسم جس کے حیض ہونے کا حکم لگایا جائے گا یہ وہ خون ہے جو حاملہ ہونے کے بعد ویسے ہی جاری رہا جس طرح حمل سے پہلے جاری تھا، کیوں کہ یہ اس بات

کی دلیل ہے کہ حمل نے اس پر کچھ اثر نہیں ڈالا، تو یہ خون حیض شمار ہوگا۔

دوسری قسم: وہ خون جو حاملہ سے کسی حادثہ یا کسی (وزنی) چیز کے اٹھانے یا کسی چیز سے گر جانے یا ان جیسی وجہوں کی بناء پر اچانک رونما ہوا، تو یہ خون، خونِ حیض نہیں ہے، یہ کسی رگ کا خون ہے، یہ خون اسے روزہ ونماز سے مانع نہ ہوگا اور یہ عورت پاک عورتوں کے حکم میں ہوگی۔ (رسالۃ فی الدماء الطبیعیۃ للنساء ص ۱۴، فتاوی ارکان الاسلام ص ۳۵۴)

''اس مسئلہ میں راجح بات یہ ہے کہ حاملہ حائضہ ہوتی ہے، لیکن چوں کہ غالبا حاملہ عورتیں حائضہ نہیں ہوتیں، تو عورت پر ضروری ہے کہ وہ آنے والے خون کی تاکید کرلے کہ وہ خون حیض ہے۔ چنانچہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر عورت کی عادت (خون حیض آنے کی بابت) اپنے معمول کے مطابق برقرار رہی اور حمل کی وجہ سے یہ عادت منقطع نہیں ہوئی بلکہ عادت کے مطابق ہر ماہ وقت پر خون آتا رہا، تو واضح ہے کہ یہ خون، خون حیض ہے جو اسے روزہ ونماز سے مانع ہوگا۔ اور اگر حمل کی وجہ سے اس کے خون حیض کی عادت منقطع ہوگئی، پھر دوبارہ خون آپڑا تو وہ عورت غور کرے:

اگر پیلے یا مٹیالے رنگ کا پانی ہو تو اس پر کوئی توجہ نہ دے، کیوں کہ پاکی کے بعد پیلے یا مٹیالے رنگ کے پانی پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی ہے۔ اور اگر خارج ہونے والا یہ مادہ خون ہو، اور خون کا بس ایک ہی ٹکڑا اگر کر بند ہوگیا ہو، تو اس پر بھی عورت کوئی توجہ نہ دے، کیوں کہ اس بات کا احتمال ہے کہ عورت نے کوئی وزنی چیز اٹھائی ہو تو خون نکل پڑا ہو۔ اور اگر خون مستقل جاری رہا تو عورت خون کی نوعیت کو دیکھے اور اپنی عادت جو پہلے سے پہچانتی ہے اسے دیکھے، کیوں کہ ممکن ہے کہ یہ خون بچے کے ساقط ہونے کا پیش خیمہ ہو،

اور اگر خون اپنے رنگ، بو اور گاڑھے پن کے اعتبار سے خون حیض ہو جسے عورت خون حیض سے جانتی ہو، تو وہ نماز سے رک جائے، اور اگر عورت کو اس خون کے خون حیض ہونے کے بارے میں شک ہو تو نماز سے نہ رکے۔ اور میں نے جو یہ کہا کہ شک کی بناء پر نماز سے نہ رکے، تو اس کی دو وجوہات ہیں:

پہلی وجہ: نماز کی فرضیت یقینی ہے اور مانع کا پایا جانا مشکوک ہے اور شک سے یقینی چیز کا خاتمہ نہیں ہو گا۔

دوسری وجہ: خون حیض حمل کے سبب بند ہو گیا، اسی حکم کو ساتھ رکھا جائے گا یہاں تک کہ خون حیض کے دوبارہ آنے کا یقین ہو جائے۔ اللہ سبحانہ وتعالی بہتر جانتا ہے"۔

دیکھئے: الحیض والنفاس للشیخ / ابو عمر الذبیان ج ۱/ ۱۲۸-۱۲۹

(٦) بحالت حیض کون سے کام حرام ہیں:

(۱) نماز:

بحالت حیض نماز حرام ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے فرمایا: "جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دو اور جب ختم ہو جائے تو غسل کرو اور نماز پڑھو۔"

(بخاری ح ۳۲۰، مسلم ح ۳۳۳)

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث دلیل ہے کہ حائضہ عورت بحالت حیض نمازیں چھوڑ دے گی ..... امت مسلمہ کا اس بات پر اتفاق ہے اور جس بات پر مسلمانوں کا اتفاق ہو وہی حق ہے۔" (التمہید ۲۲/ ۱۰۷)

ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم کنواری لڑکیوں، حائضہ اور پردہ نشین عورتوں کو عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں لے جائیں ،حائضہ عورتیں نماز سے الگ رہیں اور (مجالس) خیر اور مسلمانوں کی دعا میں حاضر (شریک) ہوں ......۔ (مسلم ح ۸۹۰)

علامہ ابن المنذر رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے اور ان کے درمیان باہم کوئی اختلاف نہیں ہے کہ حیض کے دنوں میں حائضہ سے فرضیت نماز ساقط ہو جاتی ہے۔'' (الأوسط ۲/۲۰۲)

امام نووی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: ''امت کا اجماع ہے کہ حائضہ پر فرض یا نفل نماز حرام ہے اور ایام حیض میں اس سے فرضیت نماز ساقط ہو جاتی ہے، چنانچہ پاک ہو کر وہ فوت شدہ نمازوں کی قضا نہیں کرے گی۔'' (المجموع ۲/۳۸۳)

❁ حائضہ پاک ہو کر فوت شدہ نمازوں کی قضا نہیں کرے گی:

معاذہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ کسی خاتون نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: جب ہم میں سے کوئی عورت حیض سے پاک ہو، تو کیا (فوت شدہ) نمازوں کی قضا کرے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا تو حروری (خارجی) ہے، ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ہوتیں اور حیض شروع ہو جاتا، مگر ہمیں نماز کی قضا کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا یا ہم نماز کی قضا نہیں کرتی تھیں۔ (بخاری ۳۲۱، مسلم ۳۳۵)

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''عہد نبوی میں رسول اللہ ﷺ کی بیویاں جب حائضہ ہوتی تھیں، تو پاک ہو کر نمازوں

کی قضا نہیں کرتی تھیں، یا تو آپ ﷺ نے ان کے اس عمل پر خاموشی اختیار کی ہوگی یا انھیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہوگا، کیوں کہ اس جیسی چیز آپ ﷺ پر پوشیدہ نہیں رہ سکتی، اگر ایام حیض کی چھوٹی نمازوں کی قضا ان پر واجب ہوتی، تو آپ ﷺ اس سے بے اعتنائی نہ برتتے اور اس جیسی چیز سے غافل نہ ہوتے، کیوں کہ آپ ﷺ نماز کے معاملہ کا غایت درجہ اہتمام کیا کرتے تھے۔" (شرح صحیح البخاری لابن رجب ج ۲/۱۳۳)

عطاء کہتے ہیں کہ میں نے ابن جریج سے پوچھا: کیا حائضہ بحالت حیض فوت شدہ نمازوں کی قضا کرے گی؟ انھوں نے کہا: نہیں، ایسا کرنا بدعت ہے۔

مصنف عبدالرزاق ۱/۳۳۱ ح ۱۲۷۵

نماز کا وقت ہونے کے بعد حائضہ ہوجانا:

اگر عورت نماز کا وقت ہونے کے بعد ادائیگی نماز سے پہلے حائضہ ہوجائے تو کیا اس پر اس نماز کی قضا لازم ہوگی؟

اس مسئلہ میں علماء کے درمیان اختلاف ہے بعض کا کہنا ہے کہ اس عورت پر نماز کی قضا واجب نہیں ہے، کیوں کہ اس نے کوئی کوتاہی نہیں کی، کیوں کہ نماز کو اس کے آخر وقت تک موخر کرنا اس کے لئے جائز تھا، اور بعض دوسرے علماء کی رائے ہے کہ اگر اس عورت کو اس نماز کے وقت سے جس میں وہ حائضہ ہوئی ہے ایک رکعت نماز ادا کرنے کا وقت مل گیا تو پاک ہونے کے بعد اس پر اس نماز کی قضاء لازم ہوگی، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من أدرك ركعة من الصلاة فقد أدرك الصلاة"

جس نے نماز کی ایک رکعت پالی اس نے نماز پالی۔ (بخاری ۵۸۰،مسلم ۶۰۷)
مثلا کوئی عورت نماز ظہر کا وقت ختم ہونے سے اتنی دیر پہلے حائضہ ہوئی کہ ایک رکعت پڑھ سکتی تھی، تو پاک ہوکر اسے نماز ظہر کی قضا کرنی ہوگی، کیوں کہ حائضہ ہونے سے پہلے اس نماز کے وقت سے اس نے ایک رکعت کا وقت پالیا۔

یہی قول راجح ہے اور احتیاط کا تقاضا یہی ہے۔

اور اگر عورت کو نماز کے وقت سے اتنا حصہ ملے جو ایک رکعت نماز کے لئے کافی نہ ہوتو اس پر اس نماز کی قضا لازم نہیں ہوگی کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان: ''جس نے نماز کی ایک رکعت پالی اس نے نماز پالی'' کا مفہوم یہی ہے کہ جس نے ایک رکعت سے کم کا وقت پایا وہ نماز کو پانے والا شمار نہ ہوگا۔(اور اس پر اس نماز کی قضاء لازم نہ ہوگی) (الدماء الطبیعیۃ للنساء ص۲۲)

❁ نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے پاک ہوجانا:

اگر کوئی عورت نماز کا وقت ختم ہونے سے اتنی دیر پہلے پاک ہوجائے کہ وہ ایک رکعت نماز ادا کرسکتی تھی تو غسل کرنے کے بعد اس پر اس نماز کی قضا لازم ہوگی۔

مثلا کوئی عورت غروب آفتاب سے اتنی دیر پہلے پاک ہوگئی کہ وہ ایک رکعت نماز ادا کرسکتی تھی تو غسل کرنے کے بعد اس پر نماز عصر کی قضاء لازم ہوگی، کیوں کہ اس نے نماز کے وقت سے اتنا حصہ پالیا جو ایک رکعت کی ادائیگی کے لئے کافی ہے۔

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

اگر عورت نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے حیض سے پاک ہوجائے تو اس پر اس

نماز کی قضا واجب ہے، مثلاً اگر طلوع آفتاب سے صرف اتنا پہلے وہ حیض سے پاک ہو کہ ایک رکعت پڑھ سکتی ہو، تو اس پر (غسل کے بعد) نماز فجر کی قضا واجب ہے ،اسی طرح اگر غروب آفتاب سے صرف اتنا پہلے وہ حیض سے پاک ہو کہ ایک رکعت پڑھ سکتی ہو تو اس پر عصر کی قضا واجب ہے اور اسی طرح اگر نصف رات مکمل ہونے سے صرف اتنا پہلے وہ حیض سے پاک ہو کہ ایک رکعت پڑھ سکتی ہو تو اس پر نماز عشاء کی قضا واجب ہے اور اگر نصف رات کے بعد پاک ہو تو اس پر عشاء کی نماز واجب نہیں، البتہ وقت ہو جانے کے بعد فجر کی نماز پڑھ لینا واجب ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشاد ہے: ﴿فَإِذَا اطْمَأْنَنتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلاَةَ إِنَّ الصَّلاَةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَاباً مَّوْقُوتاً﴾ (النساء:۱۰۳)

"جب اطمینان پالو تو نماز قائم کرو، یقیناً نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں میں فرض ہے"۔

یعنی نماز، متعین اوقات میں فرض ہے اور انسان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ نماز کو اس کے متعینہ وقت سے نکال دے یا وقت ہونے سے پہلے پڑھ لے۔

(ستون سوالا عن أحکام الحیض ص ۱۷)

(۲) روزہ:

بحالت حیض روزہ رکھنا حرام ہے۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ یا عید الفطر کو عید گاہ کی طرف نکلے، عورتوں کی ایک جماعت پر آپ کا گزر ہوا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کرو، کیوں کہ میں نے دوزخ میں تمہیں بکثرت پایا

ہے، انھوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایسا کیوں؟ فرمایا: تم بکثرت لعن وطعن اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو، تمہارے علاوہ کوئی نہیں جو ناقص العقل اور ناقص دین ہونے کے باوجود عقل مند آدمی پر غالب آسکے، بولیں: یا رسول اللہ ہمارے دین اور ہماری عقل میں کیا نقص ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا عورت کی گواہی مرد کی آدھی گواہی کے برابر نہیں؟ بولیں: ہاں، فرمایا: یہی ان کے عقل کا نقص ہے اور دیکھو جب عورت حائضہ ہوتی ہے، تو وہ نماز نہیں پڑھتی اور روزہ نہیں رکھ سکتی، انہوں نے کہا: ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: بس یہی ان کے دین کا نقصان ہے۔ (صحیح بخاری ۳۰۴، صحیح مسلم ۷۹/۱۳۲)

❁ حائضہ پاک ہوکر روزوں کی قضا کرے گی:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں حائضہ ہوتی تھیں، تو ہمیں روزوں کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا، نماز کا نہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''فقہاء کے درمیان اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ حائضہ حیض سے پاک ہوکر فوت شدہ روزوں کی قضا کرے گی نماز وں کی نہیں۔'' (سنن الترمذی طبعہ دارالسلام ریاض ص ۹۳۶)

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''حائضہ پاک ہوکر بحالت حیض فوت شدہ نمازوں کی قضا نہیں کرے گی، لیکن ان روزوں کی قضا کرے گی جو حیض کے دنوں میں اس سے چھوٹ گئے۔'' (المحلی ۱۷۵/۲)

❁ ماہ رمضان میں طلوع فجر سے پہلے پاک ہوجانا:

اگر عورت ماہ رمضان میں طلوع فجر سے پہلے حیض سے پاک ہو جائے، روزہ رکھ لے اور غسل طلوع فجر کے بعد کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

ابو بکر بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا (ہمارے سوال کے جواب میں) عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں گواہی دیتی ہوں کہ رسول اکرم ﷺ احتلام کی وجہ سے نہیں بلکہ جماع کی وجہ سے حالت جنابت میں صبح کرتے تھے، پھر غسل کیے بغیر روزہ رکھتے، اس کے بعد ہم دونوں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے بھی ایسا ہی فرمایا۔ (بخاری ۱۹۳۱، مسلم ۱۱۰۹)

حیض و نفاس والی عورت جنبی کے مفہوم میں ہے چنانچہ جب حائضہ کا خون رات کے کسی وقت بند ہو جائے وہ روزہ رکھ لے اور پاکی کا غسل طلوع فجر کے بعد کرے، تو اس کا روزہ صحیح ہے۔ (فتح الباری ۴/ ۱۷۶)

امام نووی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: ''اگر حیض و نفاس والی عورت کا خون رات میں بند ہو جائے اور غسل سے پہلے فجر طلوع ہو جائے تو ان کا روزہ صحیح ہے اور ان پر اس روزہ کو پورا کرنا واجب ہے خواہ انھوں نے غسل جان بوجھ کر یا بھول کی وجہ سے یا کسی عذر یا بغیر عذر کے مؤخر کر دیا ہو۔'' (شرح النووی علی صحیح مسلم ۷/ ۲۲۲)

علامہ مرعی بن یوسف الحنبلی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''جس پر جنابت یا حیض کی بنا پر رات میں غسل واجب ہو گیا تو اسے چاہئے کہ طلوع فجر سے پہلے غسل کر لے لیکن اگر طلوع فجر سے پہلے غسل نہ کرے تو بھی اس کا

روزہ صحیح ہے البتہ نماز فجر چھوڑنے کی وجہ سے گناہ گار ہوگا۔'' (غایۃ المنتھی ۱/۳۵۳)

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

حائضہ اور اسی طرح نفاس والی عورت اگر فجر سے پہلے پاک ہوجائے لیکن طلوع فجر کے بعد غسل کرے، تو اس کا روزہ درست ہے کیوں کہ وہ جس وقت پاک ہوئی روزہ رکھنے کے قابل ہوگئی اور وہ بعینہ اس مرد کی طرح ہے جو طلوع فجر کے وقت حالت جنابت میں تھا تو اس کا روزہ درست ہے، کیوں کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿فَالآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾ (البقرۃ:۱۸۷)

پس اب تم اپنی بیویوں سے مباشرت کرو اور جو چیز اللہ نے تمہارے لئے لکھی ہے اسے تلاش کرو اور کھاتے پیتے رہو، یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگا سیاہ دھاگے سے ظاہر ہوجائے۔

تو جب اللہ تعالی نے طلوع فجر تک جماع کرنے کی اجازت دی ہے تو اس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ غسل طلوع فجر کے بعد ہوگا۔

اور جیسا کہ عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ازواج مطہرات سے جماع کے بعد جنابت کی حالت میں صبح کرتے، حالانکہ آپ روزے سے ہوتے، یعنی آپ ﷺ طلوع فجر کے بعد غسل جنابت فرماتے تھے۔

ستون سوالا عن أحکام الحیض ص ۶، رسالۃ فی الدماء الطبیعیۃ للنساء ص ۲۷

(۳) خانہ کعبہ کا طواف:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں حج کے ارادہ

سے نکلے، مقام سرف پر مجھے حیض شروع ہوگیا، رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، میں اس وقت رو رہی تھی، آپ ﷺ نے پوچھا، کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا اگر میں اس سال حج کا ارادہ نہ کرتی تو اچھا تھا، حضور ﷺ نے فرمایا: شاید تمھیں حیض آیا ہے، میں نے عرض کیا، ''ہاں'' آپ ﷺ نے فرمایا:

"فان ذلك شئ كتبه الله على بنات آدم فافعلى ما يفعل الحاج غير ان لا تطوفى بالبيت حتى تطهرى"

یہ ایک ایسی چیز ہے جو اللہ تعالی نے آدم کی بیٹیوں پر لکھ دی ہے، لہذا حج کے جملہ کام کرو جو حجاج کرتے ہیں صرف خانہ کعبہ کا طواف نہ کرو یہاں تک کہ پاک ہو جاؤ۔ (بخاری ۳۰۵، مسلم ۱۲۱۱/ ۱۱۹)

علامہ ابن رشد رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ حیض کی وجہ سے چار چیزیں ممنوع ہیں (۱) نماز (۲) روزہ (۳) طواف (۴) شرمگاہ میں جماع کرنا۔'' (بدایۃ المجتہد ج ۱/ ۸۵)

امام ابن حزم رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: ''حیض کی حالت میں نماز، روزہ، طواف اور شرمگاہ میں جماع کا ممنوع ہونا یقینی قطعی اجماع ہے، اس مسئلہ میں کسی مسلمان کا اختلاف نہیں ہے۔'' (المحلی ۲/ ۱۶۲)

(۴) قرآن کریم کا چھونا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن کو نہ چھوئے مگر پاک آدمی۔''

(مؤطا امام مالک، القرآن، باب الأمر بالوضو لمن مس القرآن، دار قطنی ج ۱/ ۲۱۹ ح

۴۳۹ (صحیح) دیکھئے: ارواء الغلیل ۱/ ۱۵۸ ح ۱۲۲، امام ہیثمی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں، دیکھئے: مجمع الزاوائد ج ۱/ ۲۷۶)

"علماء کا اتفاق ہے کہ حائضہ کے لئے قرآن کریم کا چھونا جائز نہیں ہے۔"

الموسوعۃ الفقہیۃ ۲/۶۵۰۲

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "حیض ونفاس والی عورت پر قرآن کریم کا چھونا اور اس کا اٹھانا اور مسجد میں ٹھہرنا اہل علم کے اتفاق کے ساتھ حرام ہے۔" (المجموع ۲/ ۳۵۸)

امام بہوتی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: "ناپاک شخص کے لئے قرآن کریم یا اس کے بعض حصہ کو یہاں تک اس کی جلد اور حاشیہ کو چھونا جائز نہیں ہے۔" (اور حائضہ عورت بھی ناپاک کے حکم میں ہے) (الروض المربع ۱/ ۹)

"البتہ صحیح قول کے مطابق قرآن مجید (زبانی) پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، کیوں کہ کوئی ایسی صحیح اور صریح دلیل موجود نہیں ہے جس سے معلوم ہو کہ حیض ونفاس والی عورت کے لئے قرآن مجید پڑھنے کی ممانعت ہے، ممانعت صرف جنبی مرد اور عورت کے لئے ہے کہ وہ قرآن نہ پڑھیں نہ تو زبانی اور نہ دیکھ کر، فرق کا سبب یہ ہے کہ جنبی کے لئے وقفہ جنابت بہت کم ہوتا ہے اس کے لئے یہ ممکن ہوتا ہے کہ ہم بستری کے فوراً بعد جب چاہے غسل کرلے، لیکن حیض ونفاس والی عورت کا معاملہ اس کے اپنے ہاتھ میں نہیں، بلکہ اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے اور پھر حیض ونفاس کا سلسلہ کئی روز تک جاری رہتا ہے، لہذا ان کے لئے قرآن مجید کے پڑھنے کی اجازت دی گئی تاکہ یہ قرآن مجید کو بھول نہ جائیں اور تلاوت اور کتاب اللہ کے شرعی احکام حاصل کرنے

کی فضیلت سے محروم نہ رہیں۔'' (فتاوی اسلامیہ ج ۱/ ۲۳۹)

حائضہ کے لئے کتب تفسیر کا مطالعہ:

''علماء کے صحیح قول کے مطابق حیض و نفاس والی عورت کے لئے کتب تفسیر کے پڑھنے بلکہ ہاتھ لگائے بغیر قرآن مجید کے پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، لیکن جنبی کے لئے قطعاً ممنوع ہے کہ جب تک وہ غسل نہ کرے قرآن مجید نہیں پڑھ سکتا لیکن وہ کتب تفسیر اور حدیث کا اس طرح مطالعہ کرسکتا ہے کہ درمیان میں آنے والی آیات کو نہ پڑھے، کیوں کہ حدیث سے ثابت ہے کہ:

"أنه كان لا يحجزه عن قراء ة القرآن الا الجنابة"

رسول اللہ ﷺ جنابت کے سوا اور کسی وجہ سے قرآن مجید کی تلاوت سے نہیں رکتے تھے۔

(ابوداؤد ۲۲۹، ابن ماجہ ۵۹۴، مسند احمد ۱/ ۸۴، ۱۲۴)

مسند احمد کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں، جسے امام احمد رحمہ اللہ نے جید سند سے روایت کیا ہے کہ "فأما الجنب فلا و لا آية" (مسند احمد ج ۱/ ۱۱۰)

جنبی کو ایک آیت پڑھنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔''

مجموع فتاوی ومقالات متنوعۃ ۱۰/ ۲۱۱

(۵) مسجد میں ٹھہرنا:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"وجهوا هذه البيوت عن المسجد فانى لا أحل المسجد لحائض و لا جنب"

ان گھروں کو مسجد سے پھیرلو، کیوں کہ میں مسجد کو حائضہ یا جنبی کے لئے حلال قرار

نہیں دیتا۔

(ابوداؤد ۲۳۲، حافظ بن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام احمد رحمہ اللہ نے کہا'' میں اس حدیث کی سند میں کوئی حرج نہیں سمجھتا ہوں، ابن خزیمہ نے اس کو صحیح اور ابن القطان نے حسن قرار دیا ہے''، دیکھئے: تلخیص الحبیر ج۱/۱۴۰)

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''جب عورت حائضہ ہو جائے تو مسجد سے نکل جائے، اس مسئلہ میں اہل علم کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے، کیوں کہ حیض ناپاکی ہے جو مسجد میں ٹھہرنے سے رکاوٹ ہے، چنانچہ وہ جنابت کی طرح یا اس سے بھی زیادہ سخت ہے۔'' (المغنی ۴/ ۴۸۷)

لیکن ضرورت کے تحت مسجد میں ٹھہرے بغیر صرف گزر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے، جب عورت نے شرمگاہ پر کپڑے وغیرہ باندھ لئے ہوں اور خون حیض سے مسجد کے آلودہ ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔

میمونہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنا سر مبارک ہم میں سے کسی کی گود میں رکھتے اور قرآن پڑھتے اور وہ حائضہ ہوتی اور ہم میں سے کوئی اٹھ کر مسجد میں چٹائی بچھا دیتی اور وہ حائضہ ہوتی۔

نسائی ۳۸۵، (حسن عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح النسائی ۱/۱۹۲

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: مجھے مسجد سے چٹائی دے دو، تو انہوں نے کہا: کہ میں حیض سے ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ (مسلم ۲۹۸)

قاضی شوکانی رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ حائضہ کے لئے بوقت ضرورت مسجد میں داخل ہونا جائز ہے۔'' (نیل الاوطار ۱/ ۳۲۷)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بیشتر اہل علم کا یہی کہنا ہے کہ حائضہ کے لئے مسجد سے کچھ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔'' (ترمذی ص ۳۷)

(۶) جماع کرنا:

حائضہ سے شرمگاہ میں جماع کرنا اہل علم کے اتفاق کے ساتھ حرام ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَيَسْأَلُونَکَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ﴾ (بقرۃ ۲۲۲)

لوگ آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہہ دیجئے کہ وہ گندگی ہے، لہذا حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں، ان کے قریب نہ جاؤ۔

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہود میں جب کوئی عورت حائضہ ہوتی تو نہ تو اس کو اپنے ساتھ کھلاتے اور نہ ہی گھر میں ساتھ رکھتے۔ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے آپ سے یہ مسئلہ پوچھا، تب اللہ نے یہ آیت کریمہ نازل فرما دی:

﴿وَيَسْأَلُونَکَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ (بقرۃ ۲۲۲)

لوگ آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہہ دیجئے کہ وہ گندگی ہے، لہذا حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں، ان کے قریب نہ جاؤ، ہاں جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ، جہاں سے اللہ نے تمھیں اجازت دی ہے، اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

تو رسول اللہ نے فرمایا:

"اصنعوا کل شئی الا النکاح" حائضہ کے ساتھ ہر کام کرو سوائے جماع کے۔

جب یہ خبر یہود کو پہنچی، تو انہوں نے کہا: یہ شخص (یعنی محمد ﷺ) ہر بات میں ہماری مخالفت ہی کرنا چاہتا ہے، یہ سن کر اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما آئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول یہود ایسا ایسا کہتے ہیں تو ہم حائضہ عورتوں سے جماع کیوں نہ کریں (تاکہ مزید ان کی مخالفت ہو) یہ سنتے ہی رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا، ہم لوگ یہ سمجھے کہ آپ کو ان دونوں اشخاص پر غصہ آیا، وہ دونوں حضرات اٹھ کر باہر نکلے، اتنے میں کسی نے تحفہ کے طور پر آپ ﷺ کو دودھ کا ہدیہ بھیجا، آپ ﷺ نے ان دونوں کو پھر بلا بھیجا اور دودھ پلایا، تب ان کو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ ان دونوں پر غصہ نہ ہوئے۔ (مسلم ۳۰۲)

حالت حیض میں بیوی سے جماع کرنا اس قدر بدترین گناہ ہے کہ اس کی قباحت کا اندازہ نبی ﷺ کے اس فرمان سے ہوتا ہے:

"من أتى حائضا أو امرأة في دبرها أو كاهنا فقد كفر بما أنزل على محمد"

جس شخص نے حیض والی عورت سے ہمبستری کی، یا عورت سے اس کے دبر

(پاخانہ کی جگہ) میں جماع کیا، یا کاہن و نجومی کے پاس گیا، اس نے حضرت محمد ﷺ پر اتاری گئی شریعت کا کفر کیا۔

(ترمذی ۱۳۵ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح الترمذی ۱/۹۴)

البتہ حائضہ کے ساتھ جماع کے علاوہ ہر کام حلال ہے، مثلا اس کے ساتھ سونا، کھانا، پینا وغیرہ، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان: ''حائضہ کے ساتھ ہر کام کرو سوائے جماع کے'' اس بات کی دلیل ہے کہ حرام صرف شرمگاہ میں جماع کرنا ہے۔

❁ بحالت حیض حرمتِ جماع کی حکمت:

حائضہ سے حرمت جماع کی حکمت یہ ہے کہ اس سے مرد وعورت دونوں کونقصان لاحق ہوتا ہے، جیسا کہ ماہر اطباء اور امت اسلامیہ کے فقہاء نے اس کی وضاحت کی ہے۔

دیکھئے: السلسبیل فی معرفۃ الدلیل حاشیۃ علی زاد المستقنع ج۱/ ۸۹

دکتور عبداللہ الطریقی حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

حیض کی حالت میں جماع کرنا مرد وعورت دونوں کے لئے نقصان دہ ہے اور مرد کی بنسبت عورت پر اس کے نقصانات زیادہ مرتب ہوتے ہیں۔

احکام مباشرۃ النساء فی اثناء فترۃ الدماء ص ۳۶

ایک ماہر طب کا کہنا ہے کہ حیض ضرورت سے زیادہ بعض عناصر اور زہریلے مادوں کو باہر پھینکنے کا نام ہے۔

نیز ایک دوسرے ماہر طب نے کہا: حیض عورت کو زہر آلود مادوں سے پاک و صاف کرنے کا ذریعہ ہے۔ (دیکھئے: دلیلک الی المرأۃ عدنان الطرشۃ ص ۱۳۷)

بحالت حیض عورت کی جنسی شہوت غایت درجہ کمزور پڑ جاتی ہے بلکہ ایسی حالت میں عورتیں جنسی تعلقات سے بالکل دور رہنا ہی پسند کرتی ہیں نیز یہ کہ حیض کی حالت میں جماع مرد کی جانب سے اسراف ہے، کیوں کہ اس حالت میں جماع سے اہم ترین مقصد حمل کا حاصل ہونا مفقود ہے اور بہت ساری عورتیں حیض کی حالت میں سر درد، کمر درد اور بہت سی تکلیفوں کی شکار ہوتی ہیں اور اس وقت عورت کا مزاج غایت درجہ بدلا ہوا ہوتا اور قوت تحمل انتہائی کمزور پڑ جاتی ہے، یہ تمام تر حالات عورت سے جنسی تعلقات سے دوری اور نفسایاتی راحت وسکون کا تقاضا کرتے ہیں۔

دیکھئے: خلق الانسان بین الطب والقرآن دکتور محمد علی بار ص ۱۰۳

خون حیض میں ایک مخصوص قسم کی مہک ہوتی ہے یہاں تک کہ بعض عورتوں کی سانس سے بھی اس مہک کو محسوس کیا جاتا ہے، تو ایسی حالت میں عورت سے جنسی تعلقات وابستہ کرنا مرد کے لئے عورت سے نفرت کا سبب ہے۔

اور بسا اوقات مرد بحالت حیض جماع کے سبب عضو تناسل میں سوزش کا شکار ہوجاتا ہے، کیوں کہ خون حیض میں بعض ایسے جراثیم پائے جاتے ہیں جو اس مرض کا سبب بنتے ہیں اور پھر یہ مرض پوری تناسلی مشینری تک سرایت کر جاتا ہے جو مرد کے لئے دائمی سوزش کا سبب ہوجاتا ہے۔ (دیکھئے: آداب الحیاۃ الزوجیۃ ص ۴۴۲)

پروفیسر عبداللہ باسلامہ نے ایک نئ تحقیق کا اظہار کیا ہے کہ بحالت حیض جماع رحم کے کینسر کا سبب ہے، اس معاملہ میں مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔

دیکھئے: خلق الانسان بین الطب والقرآن دکتور محمد علی بار ص ۱۰۴

❁ بحالت حیض شرمگاہ میں جماع کے کفارہ کا حکم:

جیسا کہ ہم نے ذکر کیا کہ حائضہ سے شرمگاہ میں جماع کرنا حرام ہے، لیکن اگر کوئی شخص بحالت حیض شرمگاہ میں جماع کرلے، تو کیا اس پر کفارہ لازم ہوگا یا نہیں، اس مسئلہ میں اہل علم کے مابین اختلاف ہے۔

چنانچہ بعض فقہاء کی رائے ہے: کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے بحالت حیض شرمگاہ میں جماع کر بیٹھے، تو اس پر کفارہ واجب ہے۔ حنابلہ کا یہی مسلک ہے۔

ملاحظہ ہو: کشاف القناع ج۱/ ۲۰۰، الفروع ج۱/ ۲۶۲

کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" فی الذی یاتی امرأته و ھی حائض یتصدق بدینار أو نصف دینار "

جو شخص حیض کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کرے، تو اسے ایک یا نصف دینار صدقہ کرنا چاہیے۔

(ابوداؤد۲۶۴ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ا/ ۷۸)

احناف کے نزدیک بحالت حیض بیوی سے جماع کرنے والے پر کفارہ واجب نہیں، بلکہ مستحب ہے البتہ اس پر توبہ استغفار ہے۔

دیکھئے: فقہ العبادات ا/ ۶۵، حاشیۃ الطحاوی علی المراقی ۲/ ۱۳۷

دکتور عبداللہ الطیار حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

"صحیح یہ ہے کہ جو شخص بحالت حیض اپنی بیوی سے شرمگاہ میں جماع کرلے، اس پر کفارہ کی ادائیگی مستحب ہے، کیوں کہ کفارہ پر دلالت کرنے والی احادیث کی صحت کی

بابت اہل علم میں اختلاف ہے،احناف کا یہی کہنا ہے،اللہ سبحانہ وتعالی بہتر جانتا ہے۔''
دیکھئے:الاشارات فی أحکام الکفارات ص۹۶
لیکن اس مسئلہ میں راجح بات یہ ہے کہ کفارہ کی ادائیگی واجب ہے، بیشتر اہل علم کی یہی رائے ہے۔

قاضی شوکانی رحمہ اللہ حدیث کفارہ کی شرح میں رقمطراز ہیں:

''یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ اس شخص پر کفارہ واجب ہے جو اپنی بیوی سے بحالت حیض شرمگاہ میں جماع کرلے۔'' (نیل الاوطار ۱/ ۳۸۵)

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

بحالت حیض بیوی سے جماع کرنے والے پر ایک دینار یا آدھا دینار کفارہ واجب ہے، جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص حیض کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کرے، تو اسے ایک یا نصف دینار صدقہ کرنا چاہیے۔'' (الشرح المختصر علی متن زادالمستقنع ج۱/ ۲۵۵)

دکتور عبداللہ الطریقی حفظہ اللہ ہر ایک کی آراء اوران کے دلائل کا جائزہ لینے کے بعد لکھتے ہیں: ''راجح یہ ہے کہ بحالت حیض عورت سے شرمگاہ میں جماع کرنے والے پر کفارہ واجب ہے، کیوں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے اوران لوگوں کا استدلال کمزور ہے جو عدم وجوب کے قائل ہیں۔''
أحکام مباشرۃ النساء فی اثناء فترۃ الدماء ص ۵۶

❁ کفارہ کی مقدار:

اہل علم کے درمیان کفارہ کی مقدار کے بارے میں اختلاف ہے کہ کفارہ کتنا ادا کرے آیا ایک دینار یا آدھا دینار۔

چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اگر خون حیض کے ابتدائی مرحلہ میں بیوی سے جماع کیا ہو تو ایک دینار اور اگر خون کے بند ہونے کے وقت (آخری مرحلہ میں) جماع کیا ہو تو آدھا دینار بطور کفارہ ادا کرے۔''

(ابوداؤد ۲۶۵ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ا/ ۷۸)

بعض فقہاء نے کہا: اگر بیوی سے جماع خون کے ابتدائی مراحل میں کیا ہو جب خون پورے قوت و جوش کے ساتھ آرہا تھا تو ایک دینار صدقہ کرے اور اگر خون اپنے آخری مراحل میں کمزور اور بند ہونے کے قریب تھا تو آدھا دینار صدقہ کرے۔

دیکھئے: الانصاف ج ا/ ۳۵۱، شرح العمدۃ ج ا/ ۴۶۶

بعض دوسرے فقہاء نے کہا: اگر حیض کے دنوں میں جماع کیا ہو تو ایک دینار اور اگر خون حیض کے بند ہونے کے بعد غسل حیض سے پہلے جماع کیا ہو تو آدھا دینار صدقہ کرے۔

الأوسط ج ۲/ ۲۱۰، تلخیص الحبیر ا/ ۱۶۵، التمہید لابن عبدالبر ۳/ ۱۷۶، تفسیر القرطبی ۳/ ۸۷

اور بعض فقہاء کا خیال ہے: کہ ایک دینار یا آدھا دینار بطور اختیار کے ہے یا تو ایک دینار ادا کرے یا آدھا دینار، جس طرح مسافر کو قصر اور اتمام کے مابین اختیار ہے، حنابلہ کے نزدیک یہی مشہور ہے، یہی قول راجح ہے۔

شرح منتہی الارادات ج ا/ ۱۲۱، منار السبیل ج ا/ ۷۹، دلیل الطالب ا/ ۴۳، المغنی ا/ ۴۱۸

ان کی دلیل عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی مذکورہ بالا حدیث ہے، انھوں

نے کہا ایسی کوئی دلیل نہیں ہے جس سے ثابت ہو کہ حدیث میں وارد لفظ " أو" شک کے لئے ہے، چنانچہ جب شک پر دلالت کرنے والی کوئی دلیل موجود نہیں ہے، تو پھر یہ ثابت ہوتا ہے کہ " أو" اختیار کے لئے ہے، لہذا جس سے اس غلطی کا ارتکاب ہو جائے تو اسے اختیار ہے کہ وہ ایک دینار یا آدھا دینار بطور کفارہ ادا کرے۔

علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" درست رائے یہ ہے کہ بحالت حیض شرمگاہ میں جماع کرنے والے کو اختیار ہے کہ چاہے تو مکمل دینار ادا کرے اور چاہے تو آدھا دینار، خواہ اس نے حیض کے ابتدائی دنوں میں جماع کیا ہو یا آخری دنوں میں، اس سے کفارہ کی مقدار میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔" (محرمات استہان بہا الناس یجب الحذر منہا ص ۳۵)

صاحب منار السبیل لکھتے ہیں:

" بحالت حیض شرمگاہ میں جماع کرنے والے کو اختیار ہے کہ ایک دینار صدقہ کرے یا آدھا دینار۔" (منار السبیل ج ۱/ ۷۹)

فتوی کمیٹی سعودی عرب کے ایک فتوی میں کہا گیا ہے:

" جو شخص حالت حیض میں اپنی بیوی سے شرمگاہ میں جماع کر بیٹھے، اسے اللہ تعالی کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کرنی چاہیئے، نیز اس فعل کے کفارہ کے طور پر اسے ایک دینار یا آدھا دینار صدقہ بھی کرنا چاہیئے، جیسا کہ امام احمد اور اصحاب سنن نے جید سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی یہ حدیث روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جو شخص حیض کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کرے تو اسے ایک یا نصف

دینار صدقہ کرنا چاہیے۔''

چنانچہ وہ ایک دینار یا آدھا دینار جو بھی صدقہ کردے کافی ہوگا۔''

فتاوی اللجنۃ الدائمہ ج ۵/ ۳۹۹

❁ مروجہ حساب سے کفارہ کی مقدار:

مروجہ حساب کے مطابق دینار ۴.۲۵ گرام سونے کے برابر ہے، یا تو اتنا سونا صدقہ کردے یا پھر اس کی قیمت کے برابر نقدی روپیوں کی صورت میں صدقہ کردے۔

محرمات استھان بہا الناس یجب الحذر منہا ص ۳۵

دکتور عبداللہ الطریقی حفظہ اللہ نے کتاب ''المکاییل و الأوزان الاسلامیة'' کے حوالہ سے نقل کیا: کہ دینار کا وزن ۴.۲۳۳ گرام ہے۔ دیکھئے: أحکام مباشرۃ النساء فی اثناء فترۃ الدماء ص ۵۶

باہم ان دونوں اوزان میں کوئی ٹکراؤ نہیں ہے، بلکہ دونوں متقارب ہیں، ان میں سے جو مقدار بھی ادا کر دی جائے ان شاء اللہ کافی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالی بہتر جانتا ہے۔

❁ غسل حیض سے پہلے جماع درست نہیں ہے:

جمہور اہل علم کی رائے کے مطابق عورت سے جماع اس وقت تک درست نہیں ہے جب تک کہ وہ خون حیض سے پاک ہو کر پاکی کا غسل نہ کر لے۔

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''بیشتر اہل علم کے قول کے مطابق خون حیض کے بند ہو جانے کے بعد پاکی کا غسل کیئے بغیر حائضہ سے جماع کرنا حرام ہے۔'' (المغنی ۱/ ۴۱۹)

علامہ بہاء الدین المقدسی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''بغیر غسل کے شرمگاہ میں جماع حلال نہیں ہے، کیوں کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے جماع کو دو شرطوں کے ساتھ جائز قرار دیا ہے۔ پہلی شرط: خون حیض کا بند ہونا، دوسری شرط: خون حیض کے بند ہونے پر غسل کرنا۔ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَلاَ تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىَ يَطْهُرْنَ﴾ یعنی جماع کے لئے تم ان کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں، یعنی ان کا خون بند ہو جائے۔ پھر فرمایا: ﴿فَإِذَا تَطَهَّرْنَ﴾ جب وہ پاک ہو جائیں (یعنی غسل کرلیں) ﴿فأتوهن﴾ تو تم ان کے پاس آؤ۔''

(العدۃ فی شرح العمدۃ ج۱/۶۱)

امام شافعی رحمہ اللہ آیت حیض ﴿يسألونك عن المحيض ....﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''اللہ عزوجل نے حکم دیا کہ حائضہ سے جماع نہ کیا جائے یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائے اور پانی سے غسل کرلے۔'' (الام للشافعی ۱/ ۱۲۹)

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''غسل حیض سے پہلے جماع کرنا حرام ہے، کیوں کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿فاذا تطهرن فاتوهن﴾ جب وہ غسل کرلیں تو جماع کی نیت سے ان کے پاس آؤ۔

تفسیر القرآن الکریم للعثیمین ج۳/۸۴

فتوی کمیٹی سعودی عرب کے ایک فتوی میں کہا گیا ہے:

''..........یہ بھی جائز نہیں کہ مرد اپنی بیوی سے انقطاع خون کے بعد مگر اس کے غسل کرنے سے پہلے جماع کرے، کیوں کہ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَلاَ تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىَ يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّهُ﴾ (البقرة:۲۲۲)

اور جب تک وہ پاک نہ ہوجائیں ان کے قریب نہ جاؤ، ہاں جب وہ پاک ہوجائیں تو ان کے پاس جاؤ (یعنی جماع کرو) جہاں سے اللہ نے تمھیں اجازت دی ہے۔

اللہ تعالی نے حائضہ عورت سے جماع کی اجازت نہیں دی، تاوقتیکہ اس کا خون ختم ہوجائے اور وہ غسل کرکے پاک ہوجائے، جو شخص اس کے غسل کرنے سے پہلے جماع کرے وہ گناہ گار ہوگا اور اس پر کفارہ ہوگا......"۔

فتاوی اللجنۃ الدائمہ ج ۵/ ۳۹۹

چنانچہ راجح اور صحیح رائے یہی ہے کہ غسل سے پہلے جماع درست نہیں ہے۔

❁ کیا عورت پر بھی کفارہ ہوگا:

اگر مرد نے عورت سے بحالت حیض شرمگاہ میں جماع کیا تو مرد پر کفارہ ہوگا جیسا کہ گزرا، لیکن کیا عورت پر بھی کفارہ ہوگا، اس مسئلہ میں تفصیل ہے۔

اگر عورت کی رضامندی اور اس کی موافقت سے اس کے ساتھ جماع کیا گیا تو مرد کے ساتھ عورت پر بھی کفارہ ہوگا اور عورت کی رضامندی کے بغیر شوہر نے زبردستی جماع کیا تو ایسی صورت میں عورت پر کفارہ نہیں ہوگا، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"رفع عن أمتی الخطأ و النسیان و ما استکرھوا علیه"

میری امت سے بھول چوک اور زبردستی کرائے گئے کاموں کو معاف کردیا گیا ہے۔

الاشارات فی احکام الکفارات ص ۹۹

صاحب منار السبیل لکھتے ہیں:

''اگر بحالت حیض جماع سے عورت راضی و موافق رہی ہو تو مرد کی عورت پر بھی کفارہ ہوگا۔'' (منار السبیل ج۱/ ۷۹)

امام بہوتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مرد کی طرح عورت پر بھی کفارہ ہوگا اگر عورت بحالت حیض جماع کی بابت شوہر کے موافق رہی تو مرد کی طرح عورت پر بھی کفارہ ہوگا اور اگر شوہر نے اس کے ساتھ زبردستی جماع کیا تو عورت پر کفارہ نہیں ہوگا۔'' (کشاف القناع ۱/۱۰۲)

❁ بحالت حیض جماع کو حلال کر لینے والے کا حکم:

ہر وہ عمل جس کی حرمت پر اہل علم کا اتفاق ہو، اگر کوئی شخص حرمت کی دلیل کے واضح ہونے کے باوجود اسے حلال کر لے تو اسے اس عمل کی حرمت کی بابت بتلایا جائے، اگر بتلائے جانے کے باوجود بھی اس کو حلال سمجھنے پر اصرار کرے، تو اس کے کافر ہونے کا حکم لگایا جائے گا، خواہ وہ دلیل قرآن کریم سے ہو یا سنت متواترہ سے یا اخبار آحاد سے، جب تک کہ اس کی حرمت کے بارے میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہ ہو۔

لیکن اگر اس کی حرمت کے بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہو اور اسے کوئی حلال کر لے، تو اسے کافر نہیں کہا جائے گا، کیوں کہ اس کی حرمت اہل علم کے ما بین مختلف فیہ ہے۔ (الحیض والنفاس ج۲/ ۹۱۸)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''آیت کریمہ اور صحیح احادیث کی وجہ سے مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ حائضہ سے

جماع کرنا حرام ہے اور جو شخص حائضہ سے جماع کو حلال کر لے اس پر کافر ہونے کا حکم لگایا جائے گا اور جس نے حیض کو نہ جانتے ہوئے یا اس کی حرمت سے نابلد ہونے کی وجہ سے یا بھول کر حائضہ سے جماع کر لے، یا بالجبر اس سے ایسا کرایا جائے، تو اس پر کوئی گناہ اور کفارہ نہیں ہے۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" ان الله تجاوز عن أمتى الخطأ و النسيان و ما استكرهوا عليه "

اللہ نے میری امت سے بھول چوک اور زبردستی کرائے گئے کاموں کو معاف فرما دیا ہے۔"

(المجموع ۲/۳۶۳)

قاضی شوکانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

"حائضہ سے جماع مسلمانوں کے اجماع، قرآن عزیز اور سنت نبویہ کی صریح دلیلوں سے حرام ہے، اور اس کو حلال کر لینے والا کافر ہے۔"

(نیل الاوطار ۱/۳۸۲)

مسلک حنفی کے مشہور عالم امام سرخسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"بحالت حیض جماع کو حلال کر لینے والے کو کافر کہا جائے گا (لیکن جو شخص اس کی حرمت کا اعتقاد رکھے) لیکن اس کا ارتکاب کرے تو اسے فاسق گردانا جائے گا۔"

(المبسوط للسرخسی ج ۱۰/ ۱۵۸)

مغنی المحتاج میں ہے کہ جو شخص حالت حیض میں حرمت جماع سے آگاہ ہوتے ہوئے بقصد و ارادہ شرمگاہ میں جماع کرے، اس نے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا اور اگر اس کو حلال سمجھا تو اس پر کافر ہونے کا حکم لگایا جائے گا، برخلاف بحالت حیض حرمت جماع

سے ناواقف، بھولے ہوئے اوراس کے ارتکاب پر مجبور کیے گئے شخص کے، تو ان پر کافر ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:" ان الله تجاوز عن أمتي الخطأ و النسيان و ما استكرهوا عليه" اللہ نے میری امت سے بھول چوک اور زبردستی کرائے گئے کاموں کو معاف فرمادیا ہے۔ (مغنی المحتاج ۱/ ۱۰۹)

البتہ بھولا ہوا، حرمت جماع سے نابلد اور مجبور کیا گیا شخص اس غلطی کے ارتکاب پر گناہ گار نہیں ہوگا، کیوں کہ وہ معذور کے حکم میں ہے۔

(۷) طلاق:

بحالت حیض عورت کو طلاق دینا جائز نہیں ہے:

کیوں کہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاء فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ ﴾ (الطلاق:۱)

اے نبی ﷺ! (اپنی امت سے کہہ دیجئے کہ) جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دینا چاہو تو ان کی عدت (کے دنوں کے آغاز میں) انہیں طلاق دو۔

اس آیت کریمہ میں طلاق دینے کا طریقہ اور وقت بتلایا گیا ہے، "لِعِدَّتِهِنّ" میں لام توقیت کے لئے ہے۔ یعنی "لأول یا لإستقبال عدتهن" (عدت کے آغاز میں) طلاق دو۔ یعنی جب عورت حیض سے پاک ہوجائے تو اس سے ہم بستری کئے بغیر طلاق دو، حالت طہر اس کی عدت کا آغاز ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ حیض کی حالت میں یا طہر میں ہم بستری کرنے کے بعد طلاق دینا غلط طریقہ ہے اس کو فقہاء طلاق بدعی سے اور پہلے (صحیح) طریقے کو طلاق سنت سے تعبیر کرتے ہیں،

اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں آتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حیض کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غضب ناک ہوئے اور انھیں اس سے رجوع کرنے کے ساتھ حکم دیا کہ حالت طہر میں طلاق دینا اور اس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی آیت سے استدلال فرمایا۔(بخاری/ الطلاق)
(دیکھئے: تفسیر احسن البیان ۷۲۹)

(۷) حیض کی حالت میں حلال امور:

(۱) شرمگاہ کے علاوہ مباشرت کرنا:

اس مسئلہ میں تفصیل ہے، ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حائضہ کے ساتھ مباشرت کی تین شکلیں ہیں، ذیل میں ہم ہر ایک کی تفصیل اور مع الدلیل اس کا حکم بھی ذکر کرتے ہیں:

پہلی شکل: شرمگاہ میں جماع کرنا:

حائضہ کے ساتھ شرمگاہ میں جماع کرنا بالاتفاق حرام ہے، یہاں تک کہ عورت خون حیض کے ختم ہونے کے بعد غسل کرکے پاک ہوجائے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا سطور میں اس کا تفصیلی ذکر گزر چکا ہے۔

دوسری شکل: عورت ناف اور گھٹنے کے مابین تہبند باندھ لے، پھر اس سے مباشرت کرنا:

یہ بالاتفاق حلال ہے، اہل علم کے درمیان اس کے جائز ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصہ کے علاوہ حائضہ سے مباشرت کرنا مسلمانوں کے اتفاق کے ساتھ حلال ہے۔‘‘ (المجموع ۲/ ۳٦٦)

جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے ازار باندھنے کا حکم دیتے میں ازار باندھ لیتی، پھر آپ مجھ سے مباشرت کرتے، (یعنی جسم کو جسم سے لگاتے) اور میں حائضہ ہوتی۔ (بخاری ۳۰۰)

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ہم سے کسی کو حیض آتا اور رسول اللہ ﷺ اس سے مباشرت کرنا چاہتے، تو اس کو ازار باندھنے کا حکم دیتے، اس وقت خون حیض کا غلبہ ہوتا، اس کے بعد اس سے مباشرت کرتے، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں تم میں سے کوئی اپنی خواہش پر اس قدر قابو نہیں رکھتا جس قدر رسول اللہ ﷺ کو اپنی خواہش پر قابو تھا۔ (بخاری ۳۰۲، مسلم ح ۲/۲۹۳)

میمونہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کبھی اپنی ازواج سے مباشرت کرنا چاہتے اور وہ حائضہ ہوتی تو اسے حکم دیتے وہ ازار باندھ لیتی۔
(بخاری ۳۰۳)

نیز میمونہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ اپنی بیویوں سے ازار کے اوپر سے مباشرت کرتے تھے (یعنی جسم کو جسم سے لگاتے تھے) اور وہ حائضہ ہوتی تھیں۔
(مسلم ۲۹۴)

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ جب میری بیوی حالت حیض میں ہو تو میرے لئے اس سے کیا

حلال ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ازار (تہبند) کے اوپر تمہارے لئے حلال ہے۔

ابوداؤود ۲۱۲، بیہقی ج ۱/ ۳۱۲ ح ۱۳۹۴، (صحیح) دیکھئے: صحیح ابوداؤود ج ۱/ ۴۲ ح ۱۹۷

میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں سے مباشرت کرتے تھے اور وہ حائضہ ہوتی تھیں جب وہ آدھی رانوں تک یا گھٹنوں تک ایک تہبند باندھ کر آڑ کر لیتی تھیں۔

ابوداؤود ۲۶۷ نسائی ۲۸۸، ابن حبان ۴/ ۲۲۰ ح ۱۳۶۵، (صحیح) دیکھئے: صحیح ابوداؤود ا/ ۵۱ ح ۲۳۹

تیسری شکل: ناف اور گھٹنے کے مابین بغیر کسی حائل کے مباشرت کرنا:

یہ مسئلہ اہل علم کے درمیان محل اختلاف ہے، چنانچہ امام مالک امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہم اللہ ناف اور گھٹنے کے مابین بغیر کسی حائل کے مباشرت کے حرام ہونے کے قائل ہیں۔ (مواہب الجلیل للحطاب ۱/ ۳۷۴، البحر الرائق ج ۱/ ۲۰۷، الام ۵/ ۳۶)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اس کے جواز کے قائل ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں "بحالت حیض عورت کی شرمگاہ میں عضو تناسل کو داخل کرنے کے علاوہ کوئی چیز حرام نہیں ہے۔"

(المغنی ۱/ ۴۱۴، الکافی ۱/ ۱۶۰، شرح منتہی الارادات ۱/ ۱۲۰)

دلائل کی روشنی میں دوسرا قول راجح ہے، کیوں کہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں فرمایا:

﴿فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ ....﴾ تم حیض کی حالت میں عورتوں سے الگ رہو۔

بحالت حیض عورتوں سے الگ رہنے سے مراد شرمگاہ میں جماع کرنے سے دور رہنا ہے۔

جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں کہتے ہیں: [

اعتزلوا نکاح فروجھن] تم ان کی شرمگاہوں میں جماع کرنے سے الگ رہو۔

جامع البیان ۲/ ۵۰۶، فتح القدیر ا/ ۳۴۵

اور جیسا کہ امام ابن جریر الطبری رحمہ اللہ نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ مسروق رضی اللہ عنہ سوار ہو کر عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کہا: نبی ﷺ اور ان کے گھر والوں پر سلامتی نازل ہو، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ابو عائشہ آپ کا آنا مبارک ہو، ان کو اجازت دی گئی وہ گھر میں داخل ہوئے اور کہا: میں آپ سے ایک مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ہوں اور مجھے شرم بھی محسوس ہو رہی ہے، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں تمہاری ماں ہو اور تم میرے بیٹے ہو، تو مسروق نے کہا: جب عورت حائضہ ہو تو مرد کے لئے اس سے کیا حلال ہے؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس کی ہر چیز حلال ہے سوائے شرمگاہ کے۔ (جامع البیان عن تاویل آی القرآن ج ۲/ ۵۰۷)

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''امام احمد رحمہ اللہ نے مذکورہ اثر سے دلیل لی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حائضہ سے شرمگاہ کے علاوہ باقی جسم کے جائز ہونے کا فتوی دیا جبکہ وہ لوگوں میں اس مسئلہ کو سب سے اچھی طرح جاننے والی تھیں، تو ان کے قول کی جانب رجوع ضروری ہے۔'' (شرح ابن رجب للبخاری ۲/ ۳۳)

امام حجاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''مرد کے لئے اپنی بیوی سے شرمگاہ میں جماع کے علاوہ جسم کے باقی حصہ سے لطف اندوز ہونا جائز ہے۔'' (الاقناع ج ا/ ۱۰۰)

امام ابن حزم رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''مرد کے لئے جائز ہے کہ اپنی حائضہ بیوی سے سوائے شرمگاہ میں عضو تناسل کے داخل کرنے کے علاوہ جسم کے باقی حصہ سے لذت اندوز ہو۔''   (المحلی ج ۲/۱۷۶)

لیکن اگر احتیاطا اس سے بچا جائے اور ناف اور گھٹنے کے مابین کوئی کپڑا ڈال ہی کر مباشرت کی جائے، تو بہتر ہے کہ کہیں بندہ مسلم شرمگاہ میں جماع کی حد تک نہ پہنچ جائے جو شرعا حرام ہے۔

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''لیکن افضل یہ ہے کہ ناف اور گھٹنے کے درمیان بغیر کسی حائل کے مباشرت نہ کرے، کیوں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''رسول اللہ ﷺ مجھے تہبند باندھنے کا حکم دیتے، میں تہبند باندھ لیتی، پھر آپ مجھ سے مباشرت کرتے اور میں حائضہ ہوتی۔''   (رسالہ فی الدماء الطبیعۃ للنساء ص ۳۰)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''نبی ﷺ کا تہبند کے اوپر سے مباشرت کرنا استحباب پر محمول ہے اس طرح آپ ﷺ کے قول و فعل میں موافقت ہے۔''   (المجموع ۲/ ۳۶۶)

علامہ عینی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

نبی ﷺ کا تہبند کے اوپر سے مباشرت کرنا استحباب پر محمول ہے، (یعنی افضل تہبند کے اوپر سے مباشرت کرنا ہے لیکن ناف اور گھٹنے کے درمیان بغیر کسی حائل کے بھی مباشرت جائز ہے)   (عمدۃ القاری ۳/ ۲۶۷)

نیز طبی اعتبار سے بھی بحالت حیض شرمگاہ کے باہر ناف اور گھٹنے کے درمیان اور جسم

کے باقی حصہ سے حیض کے کسی بھی وقت میں لطف اندوزی سے مرد وعورت کی صحت پر کوئی نقصان مرتب نہیں ہوتا ہے، کیوں کہ حیض عموماً رانوں کے درمیان نہیں بہتا، بلکہ ایسا بہت کم ہوتا ہے اور جب عورت لنگوٹ باندھ لے، تو یہ بالکل ہی بند ہو جاتا ہے۔

احکام مباشرۃ النساء فی اثناء فترۃ الدماء ص ۵۲

نوٹ: واضح رہے کہ اس بحث میں لفظ مباشرت سے مراد جسم کو جسم سے لگانا ہے، مباشرت سے جماع مراد نہیں ہے۔

(۲) حائضہ کے ساتھ کھانا پینا:

بحالت حیض حائضہ کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں حیض کی حالت میں پانی پیتی اور برتن نبی اکرم ﷺ کو دے دیتی آپ برتن سے اسی جگہ منہ رکھ کر پانی پیتے جہاں سے میں نے منہ رکھ کر پانی پیا ہوتا، (اسی طرح) ہڈی سے گوشت کھا کر نبی اکرم ﷺ کو دیتی تو آپ ﷺ اسی جگہ سے کھاتے تھے جہاں سے میں نے کھایا ہوتا۔ (مسلم ۳۰۰)

(۳) حائضہ کا اپنے خاوند کا سر دھونا:

حائضہ کے لئے بحالت حیض اپنے خاوند کا سر دھونا جائز ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں حالت حیض میں رسول اللہ ﷺ کا سر دھویا کرتی تھی۔ (مسلم ۲۹۷/۱۰)

(۴) حائضہ کا اپنے خاوند کے سر میں کنگھی کرنا:

حائضہ کا اپنے خاوند کے سر میں کنگھی کرنا جائز ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (مسجد میں بیٹھے بیٹھے) اپنا سر میرے نزدیک کرتے جب کہ میں اپنے حجرے میں ہوتی اور آپ کے سر میں بحالت حیض کنگھی کردیا کرتی۔ (مسلم ۹/۲۹۷)

(۵) حائضہ کے جسم پر سر رکھ کر قرآن پڑھنا:

حائضہ کے جسم پر سر رکھ کر قرآن پڑھنا جائز ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میری گود میں تکیہ لگا کر قرآن کریم کی تلاوت فرماتے، حالانکہ میں حالت حیض میں ہوتی۔ (مسلم ۳۰۱)

امام حجاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

حائضہ کا بدن، اس کا پسینہ اور اس کا جوٹھا پاک ہے، اس کا کھانا پکانا یا آٹا گوندنا وغیرہ یا کسی سائل چیز میں ہاتھ ڈالنا مکروہ نہیں ہے۔ (الاقناع ۱/۱۰۱)

(۶) اللہ کا ذکر کرنا:

حائضہ کے لئے اللہ کا ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیوں کہ شرعا اس کی کوئی ممانعت وارد نہیں ہوئی ہے۔

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

رہا مسئلہ اللہ کا ذکر کرنے، اس کی بڑائی اور حمد وثناء بیان کرنے، کھانے وغیرہ پر بسم اللہ پڑھنے، حدیث اور فقہ کی کتابوں کے پڑھنے، دعا کرنے، دعا پر آمین کہنے اور

قرآن کریم کے سننے کا، تو ان میں سے کوئی بھی کام حائضہ پر حرام نہیں ہے، کیوں کہ صحیح بخاری ومسلم وغیرہ میں یہ ثابت ہے کہ نبی اکرم ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں ٹیک لگا کر قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے اور وہ حائضہ ہوتی تھیں۔

(رسالۃ فی الدماء الطبیعیۃ للنساء ص۲۳)

(۷) حج اور عمرہ کا احرام باندھنا اور طواف کعبہ کے علاوہ حج اور عمرہ کے سارے کام انجام دینا:

بحالت حیض خانہ کعبہ کے طواف کے علاوہ حج اور عمرہ کے سارے کام جائز ہیں۔

کیوں کہ جب عائشہ رضی اللہ عنہا حائضہ ہوگئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا:

’فان ذلك شئ كتبه الله على بنات آدم فافعلى ما يفعل الحاج غير ان لا تطوفى بالبيت حتى تطهرى“

یہ (حیض) ایک ایسی چیز ہے جو اللہ تعالی نے آدم کی بیٹیوں پر لکھ دی ہے، لہذا حج کے جملہ کام کرو جو حجاج کرتے ہیں صرف خانہ کعبہ کا طواف نہ کرو یہاں تک کہ پاک ہوجاؤ۔

❁ حیض سے پاک ہونے کی علامت:

حائضہ کے لئے حیض سے پاک ہونے کی دو علامتیں ہیں، جنھیں ہم ذیل میں ذکر کرتے ہیں:

پہلی علامت: سفید پانی جسے ”القصة البيضاء“ کہا جاتا ہے:

صحابیات عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لکڑی کی ڈبیا میں روئی رکھ کر بھیجتی تھیں جس

میں خون حیض کی زردی لگی ہوئی ہوتی تھی، وہ آپ سے نماز کی بابت پوچھتی تھیں (کہ آیا وہ ابھی پاک ہوئیں یا نہیں) تو عائشہ رضی اللہ عنہا ان سے فرماتیں:

''لا تعجلن حتی ترین القصة البیضاء''

تم غسل پاکی میں جلدی نہ کرو، یہاں تک کہ سفید پانی دیکھ لو۔

(موطأ مالک ۹۷ بخاری ۱۹)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ''القصة البیضاء'' کی تشریح میں فرماتے ہیں:

''سفید پانی جو حیض کے ختم ہونے پر رحم سے نکلتا ہے۔'' (دیکھئے: فتح الباری ۱/ ۳۲۱)

علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: ''سفید دھاگے جیسی کوئی چیز جو دم حیض کے مکمل طور پر ختم ہو جانے پر نکلتی ہے۔'' (غریب الحدیث ۲/ ۲۴۸)

دوسری علامت: خشکی:

اس کا طریقہ یہ کہ عورت اپنی شرمگاہ میں روئی کا فاہا یا کپڑے کا ٹکڑا داخل کرے، تو اسے نکالنے پر اسے خشک پائے، تو یہ خون حیض کے ختم ہونے کی علامت ہے، یا یہ اس میں سفید پانی دیکھے جو خون حیض کے ختم ہونے کی علامت ہے۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک علامت پائی جائے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت خون حیض سے پاک ہوگئی۔ (منہاج المسلم ص ۲۸۰)

❁ عورت کے غسل جنابت اور غسل حیض کا طریقہ:

عورت کا غسل حیض غسل جنابت کی طرح ہے، ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

التمہید ۲۲/ ۹۸

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''عورت کا غسل حیض غسل جنابت کی طرح ہے، ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔'' (الام ۱/۱۰۲)

غسل حیض کے لئے عورت کے بالوں کے کھولنے کے وجوب کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے، صحیح بات یہ ہے کہ عورت کے لئے غسل حیض میں بالوں کا کھولنا واجب نہیں ہے۔

جیسا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا:

''میں اپنے سر کے بالوں کو مضبوط گوندھتی ہوں، تو کیا میں انھیں غسل جنابت کے لئے کھولوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ تمہیں اسی قدر کافی ہے کہ اپنے سر پر پانی کے تین چلو ڈال لو اور پھر سارے جسم پر پانی بہا کر پاک ہو جاؤ۔''

(مسلم ۳۳۰، ابوداؤد ۲۵۱، ترمذی ۱۰۵)

یہ روایت دلیل ہے کہ عورت کے لئے غسل جنابت میں سر کے بالوں کو کھولنا واجب نہیں ہے، لیکن افضل یہ ہے کہ احتیاط کے طور پر غسل حیض میں بالوں کو کھولے، اس سے اختلاف بھی بچ جائے گی اور تمام دلائل میں تطبیق بھی ہو جائے گی۔ (فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ۵/۳۲۰)

ہاں اگر مرد یا عورت کے سر پر بیری وغیرہ کے پتے یا مہدی لگی ہو جس کی وجہ سے بالوں کی جڑوں تک پانی نہ پہنچتا ہو تو ان چیزوں کو دور کر کے بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا واجب ہے اور اگر یہ چیزیں خفیف (ہلکی) ہوں کہ پانی کے بالوں کی جڑوں تک پہنچنے میں رکاوٹ نہ بنتی ہوں، تو پھر ان کو دور کرنا واجب نہیں ہے۔

❁ حیض سے پہلے یا بعد میں آنے والے پیلے یا مٹیالے پانی کا حکم:

جب یہ پانی حیض کے ابتدائی مراحل میں آئے، تو حیض ہے اور اس کی شناخت اس تکلیف سے ممکن ہے جو حائضہ کو عام طور سے حیض شروع ہونے کے وقت ہوتی ہے، اس وقت عورت نماز و روزہ وغیرہ چھوڑ دے اور جب یہ پانی حیض کے بعد آئے اور عورت نے ابھی تک سفید پانی نہ دیکھا ہو جو مدت حیض کے ختم ہونے کی علامت ہے، تو حیض سے متصل پیلے یا مٹیالے رنگ کا پانی بھی حیض شمار ہوگا۔

جیسا کہ صحابیات عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لکڑی کی ڈبیا میں روئی رکھ کر بھیجتی تھیں جس مین خون حیض کی زردی لگی ہوئی ہوتی تھی، وہ آپ سے نماز کی بابت پوچھتی تھیں (کہ آیا وہ ابھی پاک ہوئیں یا نہیں) تو عائشہ رضی اللہ عنہا ان سے کہتیں:

تم غسل پاکی میں جلدی نہ کرو، یہاں تک کہ سفید پانی دیکھ لو۔

(موطأ مالک ۹۷ بخاری ۱۹)

❁ غسل پاکی کے بعد پیلے یا مٹیالے پانی کا حکم:

جب عورت کو اپنے معمول و عادت نیز سفید پانی کے ذریعہ حیض کے ختم ہونے کا علم ہوجائے، تو وہ غسل کر کے نماز و روزہ وغیرہ شروع کر دے، اب اگر پیلے یا مٹیالے رنگ کا پانی ظاہر ہو، تو اس کا کچھ بھی اعتبار نہ کرے اور اس کی وجہ سے روزہ و نماز ترک نہ کرے۔

ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: کہ پاکی کے بعد آنے والے پیلے یا مٹیالے پانی کو ہم کچھ بھی شمار نہیں کرتی تھیں۔ (بخاری ۳۲۶)

دوسری فصل:

نفاس کے احکام ومسائل

(۱) اصطلاح شرع میں نفاس کی تعریف:

نفاس سے مراد وہ خون ہے جو ولادت کے سبب رحم سے خارج ہوتا ہے۔

شرح العمدۃ ج۱/۵۱۶

امام بہوتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''نفاس اس خون کو کہتے ہیں جسے رحم ولادت کے ساتھ یا اس سے دو دن یا تین دن پہلے نشانی کے طور پر اور اس کے بعد چالیس دنوں تک خارج کرتا ہے۔''

(کشاف القناع ۱/ ۲۱۸)

(۲) نفاس کی مدت:

نفاس کی کم سے کم کوئی مدت نہیں، زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہے، جیسا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نفاس والی عورتیں زچگی کے بعد چالیس دنوں تک بیٹھی رہتی تھیں۔

(ابوداؤد ۳۱۱ (حسن صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۱/۸۳)

لیکن اگر عورت چالیس دن سے پہلے ہی پاک ہوجائے، تو غسل کرے اور نمازیں پڑھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ نفاس والی عورتیں چالیس دنوں تک نمازیں چھوڑے رکھیں الا یہ کہ پاکی اس سے پہلے ہی دیکھ لیں تو غسل کریں اور نمازیں پڑھیں اور اگر چالیس دن کے بعد بھی خون دیکھے تو اکثر اہل علم کے قول کے مطابق چالیس دن کے بعد نماز نہ چھوڑے۔'' (ترمذی ص ۳۸)

علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اس مسئلہ میں صحیح اور از روئے دلیل مضبوط بات یہ ہے کہ نفاس کی اکثر مدت چالیس دن ہے اور کم کی کوئی حد نہیں ہے چنانچہ جب بھی عورت کا خون بند ہو جائے وہ پاک کے حکم میں ہے اب وہ نمازیں پڑھے۔''

(عون المعبود ۱/ ۳۸۶)

(۳) بحالت نفاس کون سے کام حرام ہیں:

واضح رہے کہ نفاس والی عورت پر وہی کام حرام ہیں جو حائضہ پر حرام ہیں۔

(الکافی ۱/ ۱۸۱)

امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''خون نفاس سے وہی چیزیں حرام ہوتی ہیں جو خون حیض سے حرام ہوتی ہیں اور خون نفاس سے وہی چیزیں ساقط ہوتی ہیں جو خون حیض سے ساقط ہوتی ہیں، کیوں کہ خون نفاس دراصل جمع شدہ خون حیض ہے جو حمل کی وجہ سے رکا ہوا تھا تو اس خون کا وہی حکم ہوگا جو خون حیض کا ہے۔'' (المجموع ۲/ ۷۷ ۴)

(۴) وقت سے پہلے حمل ساقط ہو جانا:

اگر عورت کا حمل وقت سے پہلے ساقط ہو جائے، تو اس سے خارج ہونے والے خون کا کیا حکم ہوگا؟ کیا وہ خون نفاس شمار ہوگا اور عورت نماز و روزہ چھوڑ دے گی یا کہ نفاس شمار نہ ہوگا اور عورت نماز و رزہ کرے گی۔ اس مسئلہ میں تفصیل ہے، جسے ہم ذیل کی سطروں میں بیان کر رہے ہیں:

واضح رہے کہ وقت سے پہلے حمل کے ساقط ہو جانے کے مندرجہ ذیل تین احوال ہیں:

پہلی حالت: اگر اسی (۸۰) دن سے پہلے پیٹ کا بچہ ساقط ہو جائے، تو اس کے بعد آنے والا خون نفاس نہیں بلکہ فاسد خون شمار ہوگا جس میں وہ نماز و روزہ کرے گی اور اس کا شوہر اس سے جماع بھی کرے گا، کیوں کہ ابھی تک بچے کی شکل و صورت ظاہر نہیں ہوئی، جیسا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہر شخص اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس دن نطفہ رہتا ہے، پھر اسی مدت کے بقدر خون کا لوتھڑا رہتا ہے، پھر اس کے بعد اسی مدت کے بقدر گوشت کا ٹکڑا رہتا ہے، پھر اس کے پاس فرشتہ بھیجا جاتا ہے جسے چار باتوں کا حکم ہوتا ہے، چنانچہ وہ اس کی روزی، اس کی زندگی کی مدت، اس کا عمل اور یہ کہ وہ نیک بخت ہوگا یا بد بخت لکھ دیتا ہے۔"

(بخاری ۳۲۰۸، مسلم ۲۶۴۳)

لہذا اس مدت سے پہلے پیٹ کے اندر جنین کی خلقت کا ظاہر ہونا ممکن نہیں ہے۔

دوسری حالت: ۹۰ دن کے بعد پیٹ کا بچہ ساقط ہو جائے تو اس کے بعد آنے والا خون نفاس شمار ہوگا جس میں وہ نماز و روزہ نہیں کرے گی اور اس کا شوہر اس سے

جماع بھی نہیں کرے گا یہاں تک کہ خون بند ہو جائے۔

تیسری حالت: پیٹ کا بچہ (۸۱) دن کے بعد (۹۰) دن سے پہلے ساقط ہو جائے، تو یا تو بچے کی شکل وصورت ظاہر ہوئی ہوگی یا نہیں، چنانچہ اگر بچے کی شکل وصورت مثلاً سر، پاؤں وغیرہ ظاہر ہو گیا تھا تو اس کے بعد نکلنے والا خون نفاس شمار ہوگا اور عورت نماز وروزہ نہیں کرے گی یہاں تک کہ خون بند ہو جائے اور اگر اس میں انسانی خلقت ظاہر نہیں ہوئی تھی تو اس کے بعد نکلنے والا خون فاسد خون شمار ہوگا اور عورت نماز وروزہ سے نہیں رکے گی۔

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شکل وصورت ظاہر ہونے کی اقل مدت (۸۱) دن ہے، جیسا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: ''ہر شخص اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس دن نطفہ رہتا ہے، پھر اسی مدت کے بقدر خون کا لوتھڑا رہتا ہے، پھر اس کے بعد اسی مدت کے بقدر گوشت کا ٹکڑا رہتا ہے....''

تو یہ (۸۰) دن ہوئے، پھر چالیس دن گوشت کا ٹکڑا رہتا ہے اور (۸۱) دن سے شکل وصورت اور انسانی ڈھانچہ بننا شروع ہو جاتا ہے۔

چنانچہ اگر پیٹ کا بچہ (۸۰) دن سے پہلے گر جائے تو آنے والا خون، خون نفاس شمار نہیں ہوگا اور اس خون کا حکم ویسے ہی ہوگا جیسے کہ کسی کو پیشاب کے قطرات ٹپکنے کی بیماری ہو۔

اور اگر بچہ (۸۱) دن کے بعد ساقط ہو تو اس بات کی تحقیق ضروری ہے کہ آیا اس کی

شکل وصورت ظاہر ہوئی تھی یا نہیں؟ کیوں کہ اللہ تبارک وتعالی نے ''مضغة'' (گوشت کا لوتھڑا) کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے، ایک ''مخلقہ'' اور دوسرے ''غیر مخلقہ'' چنانچہ فرمایا: ﴿مُّضۡغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَغَيۡرِ مُخَلَّقَةٍ﴾ [الحج:۵] (مخلقہ: سے مراد وہ بچہ ہے جس کی شکل وصورت نمایاں ہو جائے اور غیر مخلقہ: سے مراد وہ بچہ ہے جس کی شکل وصورت نمایاں نہ ہوئی ہو) تو یہ جائز ہے کہ اس کی شکل وصورت ظاہر نہ ہوئی ہو۔

اور بیشتر ایسا ہے کہ جب حمل پر (۹۰) دن گذر جاتا ہے تو اس میں انسانی شکل و صورت ظاہر ہو جاتی ہے، چنانچہ اس بنا پر اگر عورت کا حمل (۹۰) دن پر ساقط ہو جائے تو وہ غالبا نفاس شمار ہوگا۔ (الشرح الممتع ج۱/۴۴۴)

علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جب عورت ایسے حمل کو ساقط کرے جس کا سر، ہاتھ، پاؤں اور دیگر اعضاء بن چکے ہوں، تو وہ نفاس والی عورت شمار ہوگی اس کے لئے وہی احکام ہوں گے جو نفاس کے ہیں، چنانچہ وہ نہ تو نماز پڑھے گی اور نہ روزہ رکھے گی اور اس کے شوہر کے لئے اس سے جماع درست نہیں ہوگا یہاں تک کہ پاک ہو جائے یا چالیس دن مکمل کر لے ،اور جب چالیس دن سے کم میں پاک ہو جائے تو اس پر غسل، نماز، رمضان کے روزے واجب ہوں گے اور اس کے شوہر کے لئے اس سے جماع حلال ہوگا۔

نفاس کی کم سے کم مدت کی کوئی حد نہیں، اگر وہ ولادت کے دس دن بعد یا اس سے کم یا زیادہ دنوں میں پاک ہو جائے تو اس کے لئے غسل کرنا واجب ہوگا اور اس کے لئے

پاک عورتوں کے احکام ہوں گے اور وہ خون جو وہ چالیس دنوں کے بعد دیکھے وہ فاسد خون ہوگا اس کی موجودگی میں وہ نماز وروزہ کرے گی اور اس کے شوہر کے لئے اس سے جماع حلال ہوگا۔ مستحاضہ کی طرح اسے ہر نماز کے وقت میں وضو کرنا ہوگا، کیوں کہ نبی ﷺ نے فاطمہ بنت ابی حبیش سے-جب وہ مستحاضہ تھیں-فرمایا:

''توضئی لوقت کل صلاۃ'' ہر نماز کے وقت میں وضو کرو۔

اور اگر چالیس دنوں کے بعد نکلنے والا خون، خون حیض کو پا جائے یعنی اسی وقت خون حیض کا بھی وقت آجائے اور خون حیض شروع ہو جائے، تو اس کے لئے حیض کا حکم ہوگا اور پاک ہونے سے پہلے نماز، روزہ اور شوہر کے ساتھ جنسی عمل حرام ہوگا۔

اور اگر ساقط ہونے والے جنین میں ابھی تک انسانی خلقت واضح نہ ہوئی ہو، یعنی ابھی تک وہ گوشت کے لوتھڑے کا سا ہو، اس میں ہاتھ، پاؤں نمایاں نہ ہوئے ہوں یا ابھی تک صرف خون ہی ہو، تو اس سے نکلنے والے اس خون کا حیض و نفاس کا نہیں بلکہ استحاضہ کا حکم ہوگا، ایسی عورت نماز پڑھے گی، رمضان کے روزے بھی رکھے گی اس کے شوہر کے لئے وظیفہ زوجیت بھی حلال ہوگا، اسے ہر نماز کے وقت میں وضو کرنا ہوگا، مستحاضہ کی طرح روئی وغیرہ کے ساتھ خون کو گرنے سے روکنا ہوگا حتی کہ وہ پاک ہو جائے، اسے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھنے کی بھی اجازت ہے، اس کے لئے ظہر وعصر مغرب و عشاء اور فجر کی نماز کے لئے غسل کرنا بھی ثابت ہے، جیسا کہ حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کی حدیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے، کیوں کہ اس صورت میں

اہل علم کے نزدیک یہ عورت مستحاضہ کے حکم میں ہے۔“

(فتاوی اسلامیہ ج۱/۲۴۳)

(۵) بحالت نفاس جماع کا کفارہ:

اگر شوہر عورت سے بحالت نفاس شرمگاہ میں جماع کرے تو ویسے ہی کفارہ لازم ہے جس طرح حالت حیض میں جماع سے کفارہ لازم ہوتا ہے۔

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

”نفاس والی عورتیں جماع کے کفارہ میں حائضہ عورتوں کی طرح ہیں، کیوں کہ نفاس اور حیض والی عورتیں تمام تر احکام میں برابر ہیں۔“ (المغنی ۱/۴۱۹)

تیسری فصل:

استحاضہ کے احکام ومسائل

(۱) استحاضہ کی تعریف:

''استحاضہ سے مراد وہ خون ہے جو عورت کی شرمگاہ سے ایام حیض کے علاوہ ایک رگ سے جاری ہوتا ہے، جسے عاذل کہا جاتا ہے۔'' (فتح الباری ۱/ ۴۸۷)

امام بہوتی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''بیماری اور خرابی کی وجہ سے رحم کے اندرونی حصہ میں عاذل نامی ایک رگ سے معروف وقت کے علاوہ میں بہنے والے خون کو استحاضہ کہا جاتا ہے۔'' (کشاف القناع ۱/ ۱۹۶)

(۲) خون حیض اور خون استحاضہ میں فرق:

خون حیض اور خون استحاضہ میں فرق ہے، اسی بنا پر ان دونوں کے احکام میں بھی فرق ہے، ہم ذیل میں احادیث صحیحہ اور فقہاء کے کلام کی روشنی میں بعض اہم فرق کا ذکر کرتے ہیں تاکہ ایک مسلمان علم وبصیرت کے ساتھ اللہ کی عبادت انجام دے سکے۔

(۱) خون حیض سرخ کالے پن کی جانب مائل ہوتا ہے اور خون استحاضہ سرخ زردی پن کی جانب مائل ہوتا ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ آپ کی ایک زوجہ نے بحالت استحاضہ اعتکاف کیا وہ سرخی اور زردی دیکھتی تھیں اور بسا اوقات ہم ان

کے نیچے ایک تھالی رکھ دیتیں اور وہ نماز پڑھتی رہتیں۔ (بخاری ۲۰۳۷)

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مذکورہ حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ استحاضہ کا خون حیض کے خون سے رنگ اور زردی میں جدا ہوتا ہے۔'' (شرح صحیح البخاری لابن رجب ۲/۸۲)

انس بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ ان کے گھرانے کی کوئی عورت خون استحاضہ سے دوچار ہوئیں، تو لوگوں نے مجھ سے اس کی بابت دریافت کرنے کے لئے کہا، میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا، تو انہوں نے کہا:

" اذا رأت الدم البحرانی فلا تصلی و اذا رأت الطهر و لو ساعة فلتغسل ولتصلی "

جب سرخ کالا مائل خون دیکھے تو نماز نہ پڑھے اور جب پاکی دیکھے گرچہ دن کے بعض لمحے میں کیوں نہ ہو، تو غسل کرے اور نماز پڑھے۔

(ابوداؤد ۲۸٦ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۱/۸۴)

علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''**دم بحرانی**'' اس خون کو کہتے ہیں جو سخت سرخ ہو۔ (النہایۃ فی غریب الاثر ج ۱/ ۴۲۷)

اور لغت عرب کی معروف کتاب ''**لسان العرب**'' اور ''**تاج العروس**'' میں ہے کہ: ''**دم بحرانی**'' اس خون کو کہتے ہیں جو سخت سرخ ہو۔

لسان العرب ج ۴/ ۴۱، تاج العروس ج ۱/ ۲۴۸۴

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''**دم بحرانی**'' سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی مراد گاڑھا زیادہ خون ہے جو

رحم کے اندرونی حصہ سے نکلتا ہے۔ (عون المعبود ا/۳٦۲)

مکحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عورتوں پر خون حیض مخفی نہیں ہوتا ہے کیوں کہ خون حیض کالا گاڑھا ہوتا ہے، چنانچہ جب یہ ختم ہو جائے اور پتلا زرد خون آنے لگے تو یہ خون استحاضہ ہے، اب عورت غسل کر لے اور نمازیں پڑھے۔ (ابوداؤد ص ۵۱)

اور جیسا کہ نبی ﷺ نے فاطمۃ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

"اذا كان دم الحيض انه أسود يعرف فاذا كان ذلك فامسكى عن الصلاة فاذا كان الآخر فتوضئى و صلى "

جب حیض کا خون ہو تو وہ کالا ہوتا ہے جو پہچانا جاتا ہے، چنانچہ جب یہ خون ہو تو نماز سے رک جاؤ اور جب دوسرے (وصف) کا خون آئے، تو وضو کرو اور نماز پڑھو۔

ابوداؤد ۳۰۴ (حسن عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ج ا/٦١ ح ۲۹۷

(۲) خون حیض گاڑھا اور خون استحاضہ پتلا ہوتا ہے:

امام شافعی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''چوں کہ عورت سے خارج ہونے والا خون ایک دوسرے سے جدا ہوتا ہے، بعض دنوں میں گہرا سرخ گاڑھا کالا مائل، بعض دنوں میں پتلا زردی مائل یا پتلا کمی کی جانب مائل ہوتا ہے، تو گہرا سرخ گاڑھا کالا مائل خون حیض کے دنوں کا خون اور پتلا خون استحاضہ کے دنوں کا خون ہوتا ہے۔'' (الام ا/۱۳۲، ۵/۳۰۲)

(۳) مہک:

خون حیض بد بودار خراب مہک والا ہوتا ہے اور خون استحاضہ میں کوئی مہک نہیں ہوتی ہے۔جیسا کہ بعض فقہاء نے اس کا ذکر کیا ہے۔

الشرح الکبیر۲/۴۰۳،المقنع ۲/۴۰۳،الانصاف ۱/ ۳۵۹،مراقی الفلاح ۱/۸۴

خون حیض اور خون استحاضہ کے یہ چند فرق تھے جو ذکر کئے گئے، واضح رہے کہ نبی ﷺ سے مرفوعا صرف رنگ کا فرق ثابت ہے اور باقی دو فرق فقہاء کے کلام سے ماخوذ ہیں۔

(۳) بحالت استحاضہ نماز وروزہ کا حکم:

مرض استحاضہ سے دوچار عورت پاک عورتوں کے حکم میں ہے،لہذا اسے چاہئے کہ حیض کے ختم ہو جانے پر غسل کرے اور نمازیں پڑھے اور روزے رکھے،قرآن کی تلاوت اور وہ جملہ عبادات انجام دے، جو پاک عورتیں انجام دیتی ہیں۔

جیسا کہ نبی ﷺ نے ام حبیبہ بنت جحش سے فرمایا:اتنے دنوں ٹھہری رہو جتنے دن (اس بیماری سے پہلے) حیض آیا کرتا تھا،پھر غسل کرو اور نمازیں پڑھو۔ (مسلم۳۳۴)

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ کے ساتھ آپ کی کسی بیوی نے بھی اعتکاف کیا جب کہ وہ استحاضہ سے تھیں،خون (بہتا ہوا) دیکھتی تھیں،کبھی خون کی وجہ سے اپنے نیچے طشت رکھ لیتی تھیں۔اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ نماز کے دوران اپنے نیچے ایک طشت رکھ لیتی تھیں۔ (بخاری۳۰۰)

(۴) بحالت استحاضہ عورت سے جماع کا حکم:

اس مسئلہ میں فقہاء کی تین رائیں ہیں:

پہلی رائے: بحالت استحاضہ عورت سے جماع جائز ہے۔ اور یہ مالکیہ، حنفیہ، شافعیہ اور ابن حزم رحمہ اللہ کی رائے ہے۔

المدونۃ الکبری ۱/ ۱۵۱، المبسوط للشیبانی ۱/ ۳۳۸، روضۃ الطالبین ۱/ ۱۳۷، المحلی لابن حزم

دوسری رائے: مستحاضہ سے جماع اس صورت میں جائز ہے کہ شوہر کو زنا میں متبلا ہونے کا اندیشہ ہو۔ اور یہ حنابلہ کی رائے ہے۔ (المغنی ۱/ ۴۲۰)

تیسری رائے: اگر اسے یقین ہو کہ یہ خون استحاضہ ہے تو جماع جائز ہے اور اگر خون حیض خون استحاضہ کے ساتھ مختلط ہو اور دونوں میں فرق نہ ہو سکے، تو ایسی صورت میں جماع جائز نہیں ہے۔ اور یہ اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کی رائے ہے۔

شرح ابن رجب للبخاری ج ۲/ ۱۸۲

ان تمام آراء میں پہلی رائے راجح ہے اور دلائل سے اسی کی تائید ہوتی ہے، جیسا کہ ہم ذیل میں بحالت استحاضہ جماع کے حلال ہونے کی بابت بعض دلائل کا ذکر کرتے ہیں:

پہلی دلیل:

ارشاد باری تعالی: ﴿فَاعْتَزِلُواْ النِّسَاء فِي الْمَحِيضِ﴾ تم حیض کی حالت میں عورتوں سے الگ رہو۔

امام شافعی رحمہ اللہ مذکورہ بالا آیت کریمہ کے ذکر کے بعد لکھتے ہیں:

”جب اللہ تبارک وتعالی نے حائضہ عورتوں سے الگ رہنے کا حکم دیا اور پاک

ہونے اور غسل کر لینے کے بعد ان کو حلال قرار دیا اور احادیث سے پتہ چلا کہ مستحاضہ نمازیں پڑھے گی ،تو معلوم ہوا کہ مستحاضہ سے جماع درست ہے کیوں کہ اللہ نے ان سے الگ رہنے کا حکم دیا جب وہ ناپاک ہوں اور بغرض جماع ان کے پاس آنے کوحلال قرار دیا جب وہ پاک ہوں''۔ (الام ۱/ ۱۲۹)

دوسری دلیل:

عکرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مستحاضہ ہوتی تھیں تو ان کے شوہران سے جماع کیا کرتے تھے۔

(ابوداؤد ۳۰۹ ،بیہقی ۱/ ۳۲۹ ،(صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ا/ ۶۲)

تیسری دلیل:

حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ مستحاضہ تھیں اور ان کے شوہران سے جماع کیا کرتے تھے۔

(ابوداؤد ۳۱۰ ،بیہقی ۱/ ۳۲۹ ،(حسنعند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ا/ ۶۲ ح ۳۰۳)

قاضی شوکانی رحمہ اللہ مذکورہ دونوں احادیث کے ذکر کے بعد لکھتے ہیں:

''ان دونوں حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ مستحاضہ سے جماع جائز ہے، گرچہ خون بہہ رہا ہو، جمہور اہل علم کا بھی یہی کہنا ہے۔'' (نیل الاوطار ا/ ۳۸۸)

چوتھی دلیل:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مستحاضہ غسل کرے گی اور نماز پڑھے گی ، گرچہ ایک گھنٹے کے لئے پاکی کیوں نہ دیکھے اور جب نماز پڑھ سکتی ہے، تو اس سے

اس کا شوہر جماع بھی کرے گا، کیوں کہ نماز جماع سے بڑی چیز ہے۔

رواہ البخاری معلقا فی کتاب الحیض، باب اذا رأت المستحاضۃ الطھر ج۱/۵۱۰

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "اس سے امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ جب بحالت استحاضہ نماز جائز ہے، تو جماع بدرجہ اولی جائز ہے کیوں کہ نماز کا معاملہ جماع کے معاملہ سے عظیم ہے۔" (فتح الباری۱/۵۱۱)

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مستحاضہ ہوئیں اور وہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں، اسی طرح حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا مستحاضہ ہوئیں اور وہ طلحہ رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں، ان دونوں نے نبی ﷺ سے استحاضہ کے حکم کے بارے میں دریافت کیا، تو نبی ﷺ نے جماع کے حرام ہونے کا ذکر نہیں کیا، اگر جماع حرام ہوتا تو نبی ﷺ ان دونوں سے اس کا ذکر فرما دیتے۔"

(شرح صحیح البخاری لابن رجب ۲/۱۸۰)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"خون حیض نماز و روزہ سے مانع ہے اور خون استحاضہ نماز و روزہ سے مانع نہیں ہے، بلکہ مستحاضہ پاک عورت کے حکم میں ہے اور جب مستحاضہ پاک عورتوں کے حکم میں ہے تو اس سے جماع جائز ہے، کیوں کہ روزہ و نماز اسی عورت پر واجب ہیں جو حیض سے پاک ہو۔" (الأوسط ۲/۲۱۷)

(۵) مستحاضہ کے حالات:

مرض استحاضہ سے دوچار عورت کے مندرجہ ذیل تین احوال ہیں:

پہلی حالت: مرض استحاضہ سے دوچار ہونے سے پہلے اسے خون حیض عادت کے مطابق آتا تھا مثلاً اسے اس بیماری کے لاحق ہونے سے پہلے پانچ یا چھ یا سات روز مہینہ کے شروع یا آخر میں حیض آتا تھا، تو اسے چاہئے کہ وہ اپنی عادت کے ایام کو حیض شمار کرے اور جب یہ عادت کے دن ختم ہوجائیں تو غسل کرے اور نمازیں پڑھے اور عادت کے بعد آنے والے خون کو استحاضہ شمار کرے۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

"امكثي قدر ما كانت تحبسك حيضتك ثم اغتسلي و صلي"

اتنے دنوں (نماز وروزہ) سے ٹھہری رہو جتنے دنوں (اس بیماری سے پہلے) حیض آیا کرتا تھا پھر غسل کرو اور نمازیں پڑھو۔ (مسلم ۳۳۴)

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فاطمۃ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے خون استحاضہ آتا ہے اور میں (بوجہ خون استحاضہ) پاک نہیں ہوتی، تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں خون استحاضہ ایک (اندرونی) رگ سے (بہتا) ہے اور یہ خون حیض نہیں ہے، پس جب تجھے حیض کا خون آئے تو نماز چھوڑ دے اور جس وقت خون حیض بند ہوجائے (اور خون استحاضہ جاری ہو) تو اپنے استحاضہ کے خون کو دھولیا کرو اور نماز پڑھو۔ (بخاری ۳۰۶، مسلم ۳۳۳)

دوسری حالت: اگر مرض استحاضہ سے دوچار ہونے سے پہلے حیض ایک عادت

کے مطابق نہ آتا تھا لیکن وہ خاتون خون حیض اور خون استحاضہ کا فرق پہچانتی ہے کیوں کہ خون حیض گاڑھا، سیاہ اور کسی قدر بد بودار ہوتا ہے اور خون استحاضہ پتلا اور زرد رنگ کا ہوتا ہے تو ایسی خاتون اپنی پہچان کا اعتبار کرے گی یعنی اس خون کے آنے پر جسمیں خون حیض کے اوصاف پائے جاتے ہیں نماز چھوڑ دے گی اور حیض کے بعد خون استحضاضہ کے اوصاف سے متصف خون کے جاری رہنے پر ہر نماز کے لئے نیا وضو کرے گی اور نمازیں پڑھے گی۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

"اذا کان دم الحیض فانہ اسود یعرف فاذا کا ن ذلك فامسکی عن الصلاۃ فاذا کان الآخر فتوضئی و صلی فانما ھو عرق"

جب حیض کا خون ہوتو یہ سیاہ رنگ کا ہوتا ہے جو پہچانا جاتا ہے، لہذا جب یہ ہوتب نماز نہ پڑھو، اگر اس کے علاوہ کوئی دوسرا خون ہوتو وضو کر کے نماز پڑھ لو کیوں کہ یہ (استحاضہ کا خون) ایک رگ سے نکلتا ہے۔

نسائی ۲۱۷، ابوداؤود ۲۸۶، (حسن عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح النسائی ۱/ ۶۷، صحیح ابوداؤود ۱/ ۵۵)

تیسری حالت: اگر اسے حیض نہ تو ایک عادت کے مطابق آتا ہو اور نہ ہی اسے دونوں خونوں کی پہچان ہو تو وہ اپنی قریبی رشتہ دار خاتون (جو مزاج اور عمر میں اسی جیسی ہو مثلا بہن وغیرہ) کی عادت کا اعتبار کرتے ہوئے چھ یا سات روز حیض شمار کرے اور باقی استحاضہ، حتی کہ اسے پہچان ہو جائے یا اس کی اپنی عادت بن جائے۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

”انما ھی رکضة من الشیطان فتحیضی ستة أیام او سبعة أیام ثم اغتسلی فاذا استنقأت فصلی أربعة وعشرین أو ثلاثة وعشرین وصومی وصلی فان ذلك یجزئك و كذلك فافعلی كما تحیض النساء“

یہ (استحاضہ) شیطان کے ایڑ مارنے کی وجہ سے ہے جب کہ حیض تو تمھیں چھ یا سات ہی دن آتا ہے، لہذا ان (چھ یا سات دنوں کے بعد) غسل کرو اور جب محسوس کرو کہ اس غسل کی وجہ سے پاک وصاف ہوگئی ہو تو ۲۳ یا ۲۴ روز نماز وروزہ کرو، یہ تمہارے لئے کافی ہوگا اور پھر ہر ماہ اسی طرح کرلیا کرو جیسا کہ دیگر عورتیں حائضہ ہوتی ہیں۔

ابوداؤد ۲۸۷، ترمذی ۱۲۸، (حسن عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۱/ ۵۶

ملاحظہ ہو: الدماء الطبیعیۃ للنساء ص ۴۰، الملخص الفقہی ص ۸۴، شرح النوی علی صحیح مسلم ۲/ ۲۵

❁ استحاضہ والی عورت ہر نماز کے وقت وضو کرے:

مرض استحاضہ سے دوچار عورت کو چاہیے کہ نماز کا وقت ہوجانے پر اپنی شرمگاہ دھلے اور اس کے گرد لگے ہوئے خون کو صاف کرے، اور اس پر روئی یا کپڑا وغیرہ باندھ لے اور وقت کے داخل ہوجانے پر ہر نماز کے لئے وضو کرے۔

جیسا کہ نبی ﷺ نے حمنہ بنت جحش سے فرمایا: میں تمہیں روئی رکھنے کا مشورہ دیتا ہوں کہ اس سے خون ختم ہوجائے گا۔ (ابوداؤد ۲۸۷ ارواء الغلیل ۱۸۸)

رسول اللہ ﷺ نے مستحاضہ کے بارے میں فرمایا: کہ وہ ان دنوں میں نماز چھوڑ دے جن میں اسے پچھلے ایام میں حیض آتا تھا، پھر حیض کے ختم ہوجانے پر غسل

کرے اور ہر نماز کے وقت وضو کرے اور روزہ رکھے اور نماز پڑھے۔

(ترمذی ۱۲۶)

اور رسول اللہ ﷺ نے ایک مستحاضہ عورت ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

"توضئی لکل صلاۃ" ہر نماز کے لئے وضو کرلیا کرو۔ (بخاری ح ۲۲۸)

❁ مذی سے غسل واجب نہیں ہوتا:

مذی وہ سفید پتلا لیس دار مادہ ہے جو بیوی سے کھیل کود یا خیال جماع یا اس کے ارادہ کے وقت خارج ہوتا ہے، اور بسا اوقات اس کے نکلنے کا پتہ بھی نہیں چلتا ہے اور وہ بغیر اچھال اور لذت کے نکلتا ہے اور اس کے نکلنے سے جسم میں کسی کمزوری کا احساس نہیں ہوتا، اور مرد وعورت دونوں کے ساتھ ایسا ہوتا ہے۔

فتح الباری ۱/ ۴۵۱، تیسر العلام شرح عمدۃ الأحکام ۱/ ۶۷

لہذا جس شخص سے مذی کا خروج ہو، وہ اپنے آلہ تناسل اور خصیتین کو دھوئے اور وضو کرے اور اگر مذی بدن کے کسی حصہ میں لگ گئی ہو تو اسے دھولے اور اگر کپڑے میں لگی ہو تو اس پر ایک چلو پانی چھڑک لے۔

❁ ودی سے وضو ہے غسل نہیں:

ودی سے مراد وہ سفید گدلا پانی ہے جو پیشاب کے بعد نکلتا ہے اور اس میں کوئی مہک نہیں ہوتی ہے۔

لہذا جس سے ودی کا خروج ہو، وہ اپنے آلہ تناسل کو دھوئے اور وضو کرے۔

(تحفۃ الاحوذی ۱/ ۳۸۸، المغنی ۱/ ۲۳۳)

❁ سلسل البول کی بیماری میں مبتلا شخص کیا کرے؟

جسے پیشاب کے قطرات مسلسل ٹپکتے رہتے ہوں اور کبھی رکتے نہ ہوں اسے چاہیے کہ نماز کا وقت ہو جانے پر اپنے کپڑے اور بدن کو جہاں پر پیشاب لگا ہے دھلے، اپنی شرمگاہ دھلے اور آلہ تناسل کے منہ پر کپڑا یا روئی وغیرہ کا ٹکڑا رکھ لے، تاکہ اس کا بدن یا لباس یا نماز کی جگہ پیشاب کے قطرات سے ملوث نہ ہو، پھر وضوء کرے اور نماز پڑھے۔

(الکافی ۱/ ۱۷۸)

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: ''جسے مسلسل پیشاب کے قطرے ٹپکنے یا بکثرت مذی خارج ہونے کی بیماری ہو وہ مستحاضہ کے حکم میں ہے، وہ اپنی شرمگاہ دھونے کے بعد ہر نماز کے لئے وضو کرے۔'' (المغنی ۱/ ۴۲۱)

صاحب الشرح الکبیر لکھتے ہیں:

''مرض استحاضہ سے دوچار عورت اپنی شرمگاہ دھلے، اس پر کپڑا باندھ لے اور ہر نماز کے وقت وضو کرے اور جتنی رکعت چاہے نمازیں پڑھے اور اسی طرح وہ شخص بھی کرے، جسے پیشاب کے قطرے ٹپکنے کی بیماری ہو اور جسے بکثرت مذی خارج ہوتی ہو اور جسے مسلسل ہوا خارج ہونے کا عارضہ ہو......۔''

(الشرح الکبیر ۲/ ۴۵۵، المقنع ۲/ ۴۵۶)

مؤلف کی دیگر مطبوعات

کتب:

۱	حقیت توحید	تالیف
۲	حقیقت شرک	تالیف
۳	نماز نبوی	تالیف
۴	طہارت کے احکام ومسائل	تالیف
۵	حیض ونفاس کے احکام ومسائل	تالیف
۶	مسلمانان برصغیر ہندو پاک کے یہاں ناجائز برکت طلبیوں کے مظاہراوران کی بابت اسلام کا موقف	تالیف
۷	نماز باجماعت کے لئے مسجد جانے کے احکام وآداب	تالیف
۸	شروطِ نماز، ارکان، واجبات، مسنونات، مبطلات اورمکروہات	تالیف
۹	ملکہ ءعفاف ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کا ایک مختصر تحقیقی جائزہ	تالیف
۱۰	وضو، غسل اور تیمّم کے احکام ومسائل	تالیف
۱۱	مسلمانان برصغیر ہندو پاک کے یہاں شرک اکبر کے مظاہراور ان کی بابت اسلام کا موقف	تالیف
۱۲	روزہ کے احکام ومسائل کتاب وسنت کی روشنی میں	تالیف
۱۳	حصن التوحید	ترجمہ

فولڈرس:

مذکورہ بالا کتب وفولڈرس کے لئے مندرجہ ذیل ایمیل پر رابطہ کریں:

waliazami@gmail.com